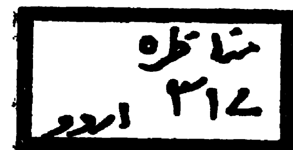

۳۱۷
اردو

اطلاع اس رسالہ کو سوائے شیعہ مذہب کے اور مذہب کے لوگ ازراہ عنایت نہ دیکھیں

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

للہ الحمد والمنہ کہ

موعظہ عظیم آبادیہ

جسکے اکثر مضامین کا ذکر زبانی مسجد شریف سرکار ∴
فیض مدار ∴ صدر شہیر ∴ امیر کبیر ∴ بدر منیر ∴ سی - آئی -
اے - جناب نواب سید لطف علیخان صاحب بہادر رضوی
رئیس اعظم عظیم آباد دام اقبالہ اور زاد اجلالہ
مین خود جناب واعظ نے فرمایا تھا نفع عام کے لیے
چھاپا گیا - بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج بتاریخ
پانزدہم ماہ شعبان المعظم ۱۳۰۴ھ بحسن سعی کارپردازان مطبع

در مطبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی رضوی طبع شد

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

لله الحمد والمنة کہ

موعظہ عظیم آبادیہ

جسکے اکثر مضامین کا ذکر زبانی مسجد شریف سرکار فیض مدار ازجمہ شہید
امیر کبیر شبد رنیر ڈ سی۔ آئی۔ اے : جناب نواب سید لطف علیخان
صاحب بہادر رضوی۔ رئیس اعظم عظیم آباد دام اقبالہ و زاد اجلالہ [illegible]
خود جناب واعظ نے فرمایا تھا نفع عام کے لیے چھاپا گیا۔

بمقام لکھنؤ

محلہ فراشخانہ وزیر گنج بتاریخ سوم ماہ

شعبان المعظم سنہ [illegible]ھ بحسن سعی کار پردازان مطبع بصحت تمام

در مطبع اثنا عشری باہتمام و بوسیلہ سید عابد علی طبع شد

باسمہ سبحانہ

یہ پاک ترجمہ زیارت ناحیہ پاک کا بطور وعظ اخیر تین جمعونمین چہلم کے مسجد شریف سرکار فیض مدار صدر شہیر امیر کبیر سیادت پناہ نجابت دستگاہ سید السادات رفیع الدرجات عالی مقامات امیر الامراء جناب نواب سید لطف علیخان صاحب بہادر رضوی دام اقبالہ وزراء اجلالہ مین کہ جو محلہ گذری شہر عظیم آباد مین واقع ہی بعد نماز بطور وعظ پڑھا گیا مع مضامین حق آگین حواشی کے اوسی عنوان سے کہ جسطرح سے جناب رضوان مآب اعلی اللہ مقامہ مصائب پڑھا کرتے تھے جسکی ماہیت جذبہ روح کی تاثیر ڈالتا ہی سامعون پر نہ لفاظی یا معانی بافی اگری کے زور سے کسی کو رولانا اور اسمعہ کربا وجودیکہ واعظ نے مضامین دل خراش مصائب روز عاشورہ پر اوٹھا رکھے اور اکتفا محض فضائل ہی کی اور بغیر سامان دلدل و تابوت وغیرہ کے نمونہ اوسی رقت و تاثیر کا ظاہر ہوا کہ جو جناب رضوان مآب کے پڑھنے مین روز عاشورا ظاہر ہوا کرتا تھا

نام سے اوس خدا کے کہ جو ترس کھانیوالا مہربان ہی

۲

سلام ساری خدائی مین سے چنندہ خدا کے نیک بندہ آدمؑ کو تسلیم + خدا کے اچھے اور چہیتے بندہ شیثؑ کو تسلیم + خدا کی دلیل قائم کرنیوالے اخنوخؑ کو تسلیم + جسکی دعا قبول تھی اوس نوحؑ کو تسلیم + خدا کی حمایت سے جسکی مدد کی گئی اور ہودؑ کو

تسلیم + خدانے جسکے سر پر بزرگی کا تاج پنہایا اوس صالحؑ کو تسلیم + خدانے جسے
اپنی یارانی کا رتبہ دیا اوس ابراھیمؑ کو آداب تسلیم + خدانے جسکے بدلے بکری
قربانی اپنی جنت سے بھیجی اوس اسماعیلؑ کو تسلیم + خدانے جسکی پاک
نسل مین پیمبری قرار دی اوس اسحاقؑ کو تسلیم + خدانے اپنی رحمت سے جسکی
آنکھون مین نور دیا اوس یعقوبؑ کو تسلیم + خدانے جس بیچارے بچے کو گہرے
کنوین سے چھٹکارا دیا اوس یوسفؑ کو تسلیم + خدا جسکے لیے نیل نامے اگم دریا پھاڑتا
چلا گیا اوس موسیٰؑ کو تسلیم + خدانے جسے اپنی پیمبری سے خاص کر دیا اوس
ھارونؑ کو تسلیم + خدانے امت کے مقابلہ مین جسکی پیچ لی اوس شعیبؑ کو
تسلیم + خدانے جسکی خطا بخشدی اوس داؤدؑ کو تسلیم + خدانے اپنی عزت سے
یعنی ترک اولی ۱۲
جن کو جنکے بس مین دیدیا اون سلیمانؑ کو تسلیم + خدانے دکھی بیماری سے جسے
بھلا چنگا کر دیا اوس ایوبؑ کو تسلیم + خدانے اپنے وعدہ کا مضمون جس سے
پورا کر دیا اوس یونسؑ کو تسلیم + خدانے جسے مرنیکے بعد جلا دیا اوس عزیرؑ کو
تسلیم + جو اپنی محنت جھیل گیا اوس زکریاؑ کو تسلیم + خدانے شہادت سے
جسکا رتبہ بڑھایا اوس یحییٰؑ کو تسلیم + خدا کی جان اور اوسکی بات اور زبان
عیسیٰؑ کو تسلیم + خدا کے چنندہ اور چہیتے بندہ محمدؐ کو تسلیم + اور جو اون کے
بھائی چارہ کے رتبہ سے خاص تھا اوس ابو طالب کے بیٹے علیؑ کو تسلیم +
اونکی دکھیاری بیٹی نور خدا فاطمہ زہراؑ کو تسلیم + اپنے باپ کے جانشین

ابو محمد حضرت امام حسنؑ کو تسلیم + جو اپنے دل کے ٹکڑے خون کے بہلنے مین من چلا بن کر گیا اوس مظلوم حسینؑ کو تسلیم جسنے بھی لگی اور کھلم کھلا ہر طرح سے خدا کی تابعداری کی اوس مظلوم کو تسلیم + خدا نے جسکی مٹی مین شفا دی اوس معصوم کو تسلیم + جسکے روضے کے گنبد تلے دعا قبول ہو اوس مظلوم تسلیم + جسکی پاک نسل سے امام قرار پائے اوس معصوم کو تسلیم + جسپر پیمبری ختم ہوئی اوسکے دلبند فرزند کو تسلیم + سب وصیون کے سردار کے فرزند کو تسلیم + فاطمہ بیوی کے دلبند کو تسلیم + بڑی خدیجہ کے میوۂ دل کو تسلیم + سدرۃ المنتہی کے فرزند کو تسلیم + جنت الماوی کے فرزند کو تسلیم + زمزم و صفا کے فرزند کو تسلیم + لہو سے نہائے ہوے مظلوم کو تسلیم + اوجڑے اور لٹے ہوے ڈیرے والے معصوم کو تسلیم + ستھرے کملی والون کے پانچوین معصوم کو تسلیم + پردیسیون کے پردیسی کو تسلیم + شہیدون کے شہید کو تسلیم + حرامیون کے ہاتھ سے جو مارا گیا اوس مظلوم کو تسلیم + کربلا کی اوجڑی زمین کے بسانے والے کو تسلیم + جسپر آسمان کے فرشتے پھکون پھکون روئے اوسی معصوم کو تسلیم + صاف ستھری نسل والے مظلوم کو تسلیم + خدا کے دین کے پیشوا کو تسلیم + خدا کی دلیلون کے اوجڑنے کے مقامونکو تسلیم + سفر کو امامونکے تسلیم + لہولہان گریبانونکو تسلیم + کملائے اور مرجھائے ہوے ہونٹونکو تسلیم + ناحق مٹی ہوئی جانونکو تسلیم + لٹی پٹی جانونکو تسلیم + ننگے بدنونکو تسلیم + بیحجے ہوے بدنونکو تسلیم + بہتے ہوے خونونکو تسلیم +

ٹکڑے ٹکڑے عضوونکو تسلیم - برچھی اور بھالون پر اوٹھے ہوے سرونکو تسلیم +
کھلم کھلا نکل پڑنے والیونکو تسلیم + حجت خدا کو تسلیم + آپکو اور آپکے بزرگونکو تسلیم +
آپکو اور آپکے شہید فرزندونکو تسلیم + آپکو اور آپکے حمایتی بال بچونکو تسلیم + آپکو اور آپکے
ہم بستر فرشتونکو تسلیم + بیکسی اور بے بسی سے جو مارا گیا اوس مظلوم کو تسلیم +
جسے ظلم کا ہلاہل زہر پلایا گیا اوسکے اوس ماںجائے کو تسلیم + حضرت علی اکبر کو
تسلیم + منہ سے دودھ پیتے علی اصغر کو تسلیم + جو برہنہ کر دیے گئے اون بدنونکو
تسلیم + قریب کے رشتے ناتے والونکو تسلیم + پتھر اور چٹیل میدانونمین جو کاٹکے ڈالدیے
گئے اون بدنونکو تسلیم + پلے ملے دیسون سے جو نکالدیے گئے اون پردیسیونکو تسلیم +
بے کفن کے جو توپ دیے گئے اون لوتھونکو تسلیم + دھڑون سے جو الگ کر دیے گئے
اون سرونکو تسلیم + خدا کی خوشی کے لیے ایذا سہنے والے کو تسلیم + بیکس و بے بس
اور بے یار و بے مددگار مظلوم کو تسلیم + ستھری مٹی مین رہنے سہنے والے کو تسلیم +
آسمان سے باتین کرنے والے برج والے کو تسلیم + خود خدا نے جسے گناہون کے میل
کچیل سے چندن کیطرح صاف ستھرا بنا دیا تھا اوس معصوم کو تسلیم + جسکی
خدمتگاری پر جبرئیل علیہ السلام کو ناز ہوا اوس مظلوم کو تسلیم + جسے میکائیل علیہ السلام نے
لوریان دیدے کے پالنے مین سلایا اوس نازپروردہ کو تسلیم + جسکی تابعداری کا
عہد توڑ ڈالا گیا اوس پیشوا کو تسلیم + جسکی آبرو خاک مین ملادی گئی اوس
بیکس و رہنما کو تسلیم + جسکا خون ناحق ہیکڑی سے بہایا گیا اوس یکہ

تنہا کو تسلیم + لہو سے گہاؤن کے جو نہلایا گیا اوس حجت خدا کو تسلیم

برچھی اور بہالون کے سہتے سہتے گھونٹ جسے پلائے گئے اوس پیاسے کو تسلیم +

جس کا خون حلال کر لیا گیا اوس مظلوم کو تسلیم + خدائی بھر مین سے جو

چھٹ گیا گیا اوس معصوم کو تسلیم + گنوئین گانون والون نے ترس کہا کے

جسکا گاڑنے تو پٹے کا ذمہ لیا اوس بیکس کو تسلیم + جسکے دل کی رگ کاٹ ڈالی گئی

اوس بے بس کو تسلیم + بے حمایتی طرفدار کو تسلیم + بے مددگار مددگار کو تسلیم +

لہو لہان ڈاڑھی کو تسلیم + مٹی بھرے گال کو تسلیم + کپڑے لتے چھنی ہوئی لاش کو

تسلیم + چھری سے کھنکھٹائی ہوئے دانت کو تسلیم + بھالے پر اوٹھائے ہوئے

شاہ

سر کو تسلیم + خونخوار بھیڑیے جنہین جھنجھوڑے کھاتے تھے + اور لاگو درندے

جنکے پاس رمنا بناتے تھے + سنسان جنگل کی اون ننگی لاشون کو تسلیم + اے

میرے سرپرست آپکو اور اون فرشتونکو جو منڈلایا اور ڈھیڈھیایا کرتے ہین

آپکے گنبد پر اور جو حلقہ باندھے رہتے ہین اور گھیرے رہتے ہین آپکی تربت کو اور

گرد پھرا کرتے ہین آپکی انگنائی کے اور اوترے چلے آتے ہین آپکی زیارت کو اون

سبکو تسلیم + مین نے تو آپکی لو لگائی ہے + اور آپکے آس پاس پہونچکے آپ کے

لطف و عنایت کے آس پائی ہے + پس آپکو میری تسلیم + جو آپکی عزت و آبرو

پہچانتا ہو اور آپ سے نری کھری الفت رکھتا ہو اور آپکی الفت سے خدا کا قرب

چاہتا ہو اور آپکے دشمنون سے دل سے گھن رکھتا ہو اوسی کیسی تسلیم کی میری

آپکو تسلیم اُسکے دل مین آپکی مصیبت سے گھاؤ پڑ گئے ہون اور دل کے زخم آرے ہون اور آپکے چرچے سے جسکی آنکھون سے آنسوون کے پرنالے بہگئے ہون اور مصیبت زدہ گریستے والے اور بیتاب خاکسار کیطرحکے میری آپکو تسلیم + جو کوئی کہ اگر رن مین آتا + اور کربلا کا لڑائی کا کھیت دیکھ پاتا + تو آپکو تو تلوار کی دھار سے بچاتا + اور آپکے بدلے اپنی جان سے من چلاپن کرجاتا + اور آپکے قدمون کے تلے رہی سہی اپنی جان موت کے حوالے کردیتا + اور آپکے آمنے سامنے کے جہاد اور شہادت کی نعمت ہاتھ سے نہ دیتا + اور آپسے ہیکڑی کرنے والے کی دو بدو آپکی حمایت اور پچ لینے سے منہ پھیر لیتا + بلکہ اوس کٹھن وقت مین اپنی جان اور بدن اور مال اور اولاد سب آپ پر سے وار تا + اور اپنے بال بچون کو آپکے لڑکے بالون پر سے تصدق اوتارتا + اوسیکی سے میری آپکو تسلیم + پھر اگر گردش زمانہ نے مجھے پیچھے ہٹایا + اور برے نصیب اور چھوٹی تقدیر سے مین نے آپکی پچ لینے کا موقع نپایا + اور مین آپکے لڑنے والون سے نہ لڑسکا + اور آپکو بیر رکھنے سے بیر کرکے نہ بگڑسکا + تو اب صبح و شام مین آپھی پر رونے پیٹنے اور بین کرنے مین بسر کرونگا + اور آپکی سوگواری مین کسیطرح چین نہ لونگا + اور آنسوون کے بدلے خون سے رونگا + اون مصیبتون پر جو آپنے اوٹھائی ہین + اور اون زحمتون پر جو آپنے پائی ہین + یہانتک کہ رنج ہی رنج مین دلکی بھڑک سے چین نپاؤن + اور دلکو مسوس کے رہ جاؤن + اور سب غم سے دم گھٹا ہوا ہی اوسی مین مین پھڑک کے مرجاؤن + گواہی دیتا ہون مین اسکی کہ آپنے نماز برپا کی + اور زکوٰۃ دی + اور بھلائی کا حکم دیا + اور برائی اور ظلم سے منع کیا +

۱۹

اور خدا کی تابعداری کبھی ہاتھ سے نہ دی + اور کبھی اوسکی نافرمانی نکی + اور اوسکی الفت کی
رسّی آپنے ایسے مضبوط تھامی + کہ اوسے خوش کر دیا + اور اوسکا خوف و ڈر اور حجاب و شرم کو
صدر بہ صدر کیا + پاک طریقے جاری فرمائے + اور فساد کے امر خوب مٹائے + اور
سچ کی راہونکی طرف بلایا + اور پائداری کے راستونکو خوب صاف اور روشن فرمایا +
اور جہاد کی داد دی + اور صبر کی بہادری کی + خدا کی اطاعت فرمائی + اور پیمبر کی پیروی سے
بھی ہمت نہ ہٹائی + اور اپنے والد ماجد کی بات سنی + اور اپنے ماںجائے کی وصیت پر
عمل کرنے مین بھی بہت پھرتی کی + دین کا کھنبا خوب اوٹھایا + اور سرکشی کی نیو کو خوب
ڈھایا + ہیکڑون کا سر کچل دیا + اور امت کی نصیحت سے کام لیا + موت کے اگم دریاؤ میں
پیر گئے + اجل کے توڑ کے دھارے کو تیر گئے + بدکارون سے کلہ بکلہ لڑے + او خدا کی
دلیلین قائم کرتے رہے + اسلام پر رحم فرماتے تھے + ۲۰ مسلمانون پر ترس کھاتے تھے +
سدا حق کی پچ کی + اور ہر بلا کی مصیبت جان پر جھیل لی + دین کو بچایا + او راوسکے
بیریونکو اوسکی سرحدونسے ہٹایا + ہدایت کی پچ لی + سراسر اوسکی مدد کی + برابر
اوسکی پاسداری فرماتے رہے + ہمیشہ ۲۱ انصاف پھیلاتے رہے + دین کی مدد کرتے رہے +
ایمان کی پشت پناہی کا دم بھرتے رہے + بیہودہ لوگونکو جھڑکتے روکتے رہے + زورآور کو
کمزور کا حق لینے سے ٹوکتے رہے + ۲۲ کمزور کا حق زور آور سے بزور دلواتے رہے + حکم مین
زبردست و کمزور کو برابر بتاتے رہے + انصاف مین شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پانی
پلواتے رہے + ۲۳ یتیمون کے لیے آپ بجائے موسم بہار بے اشتباہ تھے + اسلام کی

عزت اور خلق خدا کی پشت و پناہ تھے + خدا کے حکموں کے نگہبان کان تھے + پابند زود رسانی [۲۴][۲۵]
و احسان تھے + لطف کا عہد کیا تھا + فیاضی کا گویا بیڑا اوٹھا لیا تھا + اپنے باپ اور
نانا کی راہوں پر چلے + اور وصیت مین اپنے مانجاے سے مشابہ رہے + ہر ایک کا
حق ادا فرماتے تھے + اپنی ذمہ داری کے امروں پر خوب وفا فرماتے تھے + آپ کی
خصلتین بہت چیدہ تھین + اور خوبیان نہایت پسندیدہ تھین + آپکی بزرگی [۲۶]
ظاہر و آشکار تھی + اور شب زندہ داری عیان و نمودار تھی + رات رات بھر جاگتے [۲۷]
رہا کرتے تھے + گھپا گھپ راتون مین نمازین پڑھا کرتے تھے :: طریقے آپکے بہت مضبوط
تھے + اور چال چلن نہایت مربوط تھے :: سابقہ آپکے بہت عظیم تھے :: اور احسانات [۲۸]
قدیم تھے :: حسب و نسب آپکا دل پسند تھا :: مرتبہ آپکا بہت بلند تھا :: صفتین بیشمار
تھین :: تعریفین ہزار و ہزار تھین :: غلاموں اور رعیت پر جو لگان لگاتے تھے ::
تو صریح طرح دیکھا تے تھے :: الغرض بڑے عدالت گستر تھے :: نہایت رعیت پرور
تھے :: نیکیان دستور تھین :: بخششین بھرپور تھین :: آپ بڑے نیک اور گمبھیر
تھے :: خدا سے لو لگانے مین بے نظیر تھے :: سخی واقف کار دانشمند تھے :: ناحق [۲۹]
کوشوں پر شدت اور سختی کرنیکے پابند تھے :: حکمرانی مین یکتا و وحید تھے :: پیشوا
اور شہید تھے :: خدا کے ڈر سے آہین بھرا کرتے تھے :: سدا اوسی کیطرف رجوع
کیا کرتے تھے :: ہر دل عزیز تھے :: آپ پر شیدا سب اہل تمیز تھے :: آپکا رعب
و دبدبہ کمال تھا :: ہر کس و ناکس آپکی وہشت سے بیحال تھا :: جو کوئی آپسے

آنکھ ملاتا تھا: تو اوسکا پتا پانی ہوجاتا تھا: رسول خدا کے فرزند تھے اور اونکے
دلبند تھے: بڑے مستند تھے: قرآن مجید کی سند تھے: دین کی آبرو تھے:
اور اس امت کی قوت بازو تھے: خدا کی عبادت میں آپکو بڑی کوشش تھی: اور
اوسکی اطاعت مین نہایت جوشش تھی: جو عہد و پیمان فرماتے تھے + اوسکی
نگہبانی سے کبھی نہ ہاتھ اوٹھاتے تھے + بدکارونکی بری راہون سے بڑا انحراف تھا
ایسا نیکیون کا ڈھب صاف صاف تھا + نماز مین بڑی کد فرماتے تھے + رکوع اور
سجدہ مین بڑی دیر لگاتے تھے + پابرکاب شخص کیطرح کی آپکو بھی دنیا سے نفرت تھی
اور ہر دم اوسپر نظر عبرت و حیرت: و وحشت تھی: ارمان اور آرزوئین آپکی اوسکی
طرف سے روک دی گئین تھین + اور چونپ کی ہمتین اوسکے سنگار کیطرف سے پھیر کے
توڑ دی گئین تھین + اور کنکھیونکی نظرین اوسکے جوبن کیطرف سے پھیر لی گئین تھین +
بلکہ الفت مین اوسکی سوت یعنی آخرت کی آپکو بڑی کد تھی + اور ریجھ آپکی اوسپر لوگونکے
زبان زد تھی، یہانتک کہ ہیکڑی نے اپنا ہاتھ بڑھایا + اور زبردستی نے اپنے چہرہ پر سے
نکتا اور گھونگٹ اوٹھایا + اور سرکشی نے اپنے پچھلگوونکو بلایا + جبکہ آپ روضہ
اقدس مین اپنے نانا کے بسے ہوئے تھے + اور ہیکڑون سے الگ تھلگ ہٹے ہوئے
تھے + گھر یا محراب عبادت مین سکونت پذیر تھے + اور سب لذتون اور خواہشون سے
گوشہ گیر تھے + برائی کو برا جانتے تھے ساتھ اپنے دل اور زبان کے + بقدر اپنے ہوتے
اور سکت اور امکان کے + پھر اس برائی سے گھن کھانیکی جاہنچ نے بے بس کردیا

ہ مضمون متفق الفاظ سب کے مضمون میں کلمات ... [illegible]

آپکو اور لازم کر دیا آپ پر کہ جہاد کر بیٹھین آپ بدکارون سے + اور لڑین گناہگارونسے +
تو اس جونپ مین نکل کھڑے ہوے آپ اپنے گھر سے غنچہ مین اپنے گھر والونکے +
اور ٹکڑی مین اپنے لڑکے بالون کے + اور ٹولی مین اپنے شیعون اور غلامون کے +
اور گوارا کر لیا اپنی جان پر درد سر حق کے بیان کرنے کا + اور راہ روشن کی عیان
کرنے کا + اور خدا کی راہ کو خوب دکھایا + اور دانائی اور اچھی نصیحت سے لوگونکو
اودھر بلایا + دین مبین کی حدونکی پابندی کا حکم دیا + اور خدا کی عبادت کا لوگونکو
پابند کیا + گھنونی برائیون سے اونھین روکا + اور ہیکڑی سے اونھین ٹوکا + لیکن
انھون نے حق کیطرف سے منہ پھیر لیا + اور دھینگا دھینگی اور ہیکڑپنے سے آپکا سامنا
کیا + تو پہلے تو آپنے عذر خواہی سے اونھین بہت سمجھایا بجھایا + اور حجت کو اونپر
تمام فرمایا + پھر اون کا رعب مانا + اور خدا کے لیے لڑائی کو اونسے ٹھانا + پھر تو نھون نے
آپکی بیعت اور آپکے عہد کو توڑ دیا : اور آپکے خدا اور آپکے نانا رسول خدا کو ناراض
کیا : اور پہل کر کے لڑائی بھڑائی کو آپسے شروع کیا : پھر آپنے بھی برچھیون کے
ہچکولون اور تلوارونکے وار جھیل جانے پر قدم گاڑ دیا : اور رکھ منڈل ڈالدیا
آپنے جتھاؤ مین بدکارون کے + اور جماؤ مین گنہگارونکے + اور غبار کے گرداب مین
دھنس پڑے + اور مار مار کے اونکے دل کے دل تتر بتر کیے + ذو الفقار شر بار سے
وار کیا + کہ اپنے والد بزرگوار حضرت امیر کے حملہ کو یاد دلا دیا + ایسے جو ملکے شپا شپ
وار لگاتے تھے + کہ حضرت امیر کی شان و شوکت دکھاتے تھے + پھر جب و نھون نے

آپکو ثابت قدم پایا + اور خوف و ہراس کا کہین نشان بھی اونکی نظر مین نہ آیا + تو مکر و
فریب کا جال بچھا دیا + اور مکر و فریب سے آپکو شہید کیا + اور پھٹکار زدہ نے اپنے
لاؤ لشکر کو یہ حکم کیا + کہ اونھون نے دریا کے گھاٹ پر جانے سے آپکو روکدیا + اور
آپکا پانی بند کیا + اور بڑی گہری لڑائی آپسے ٹھاندی + اور لڑائی کے سوا اونکی
اولاد لی مین لپ جھپ کی + اور تیرون مین اور بوڑیون مین آپکو پرو لیا + اور ڈھیڈ نے
کے ہاتھونکو اور ہتیلیونکو آپکی طرف بڑھا دیا + نہ آپکے حق اور عہد و پیمان کا پاس آیا +
نہ آپکے چھیتونکو کاٹ کے رکھدینے مین + اور آپکے خیمہ و خرگاہ کے لوٹ لینے مین +
کسی طرحکے گناہ کا وسواس آیا + اور آپ برابر غبارونکے دلونمین دھنسے جاتے تھے +
اور ایذاؤنکو سہے جاتے تھے + کہ آپکے اس سہارسے سب حیرت لاتے تھے + اور
آسمان تک کے فرشتے آپکا صبر دیکھ دیکھ کے دہم ہوے جاتے تھے + یہانتک کہ
ظالمون نے ہر طرفسے آپکو گھیر لیا + اور زخمون سے چور کر دیا + ابر کیطرح چھا گئے +
اور آپکے اور آپکی آرام گاہ کے بیچون بیچمین آگئے + اور آپکا کوئی حمایتی نہ بچا + اور
ہر حال مین صبر و خوشنودی خدا سے آپنے کام لیا + کہ اپنے ٣٨ لڑکے بالونکو بچاتے تھے +
اور یہ آفت آسمانی + اور بلاے ناگہانی + اونکے آس پاس سے ہٹاتے تھے + یہانتک
کہ اونھون نے بالکل مجبور کیا + اور خاص خاصہ پر سے اولٹ دیا + پھر تو گھائل ہوکے
زین پر سے گر پڑے + اور نڈھال ہوکے زمین پر آرہے + کہ ٣٩ سمون اور ٹاپونسے
گھوڑے آپکو روندتے تھے + اور آپ پر چڑھے چلے آتے تھے وہ ہیکر کہ بڑے بڑے

[illegible] ۱۲

کھانڈے جنکے ہاتھونمین کوندتے تھے۔ آپکے ماتھے پر موت کا پسینا آیا تھا + اور آپکے داہنے بائین نے پھیلاؤ اور کھچاوٹ کا عجب نقشہ کھایا تھا + اگرچہ گھربار لڑکے بالونکی فکر کا کیا محل تھا کہ اپنے ہی لالے پڑے تھے جان پر آبنی تھی + مگر فرط غیرت سے پھر بھی کنکھیون سے نگاہ خیمون ہی کیطرف لگی ہوے تھے + اور جب اسطرحسے آپنے زین خالی کیا + تو آپکے خاصہ نے یکبٹ منہہنانا اور بلبلاتا ہوا آپکی ڈیرن کا راستہ لیا + پھر جو وہ اسطرحسے مارا کوٹا ہوا اگنٹ چھوٹا ہوا بیچاری عورتونکو نظر آیا + اور اوسکا خالی زین لپٹا لپٹایا اولٹا اولٹایا ہوا پایا + تو تلملا اور بلبلا کے بیتاب ہو گئین اور رخسارون پر بال بکھراے ہوے سراپردہ سے باہر نکل پڑین کہ منہ پر طمانچے لگاتی تھین + بےبلا بے پردگی ہوئی تھی + عزت کے بعد ذلت ملی تھی + آپکو ڈہونڈھے پاتی تھین + آپکے گرنے کی جگہ پر بے تحاشا دوڑی چلی آتی تھین + اور شمر آپکی چھاتی پر چڑھا بیٹھا تھا : اور آپکے گلے مین اوسنے اپنا کھانڈا کاری پیرا دیا تھا : آپکی ڈاڑھی کو مٹھی سے پکڑ لیا تھا + اور اپنے سروہی کو آپکے گلے پر تیز کیا تھا + جو اس آپکے کندھے تھے + اور سانس کی شمار بند ہوئی تھی + ستر گھڑا کیا تھا + اور بڑی بچھوے برچھی پر اوٹھا دیا تھا + غلامون کیطرح آپکے بال بچے اسیر کیے گئے تھے + لوہے مین جکڑ لیے گئے تھے + اونہونکی تنگ محملون پر اونھین چڑھایا تھا + کہ دوپہر کی گرم لو کے لوکے نے اونکا منہ جھلستا تھا + اور میدانون میدان اور جنگلون جنگل اونھین پھرایا تھا + اونکے ہاتھون کو اونکی گردنو نمین لٹکایا تھا + اور اسی حال زار سے بازار بازار اونھین منڈایا تھا +

پس وقت ہی اون ہیکڑ بدکارون پر کہ جنھون نے آپکو قتل کرکے اسلام کا خون کیا +
اور نماز روزہ کو تجدیا + پیمبر کے طریقونکو توڑا + اور خدا کے حکمون سے منہ موڑا +
ایمان کی نیوونکو ڈھایا + قرآن کی آیتون مین ہیر پھیر کا رنگ جمایا + نافرمانی مین کمک
پڑے + ہیکڑی مین بکر کو گرنے لگے + آپ کی شہادت کیوجہ سے خدا کا
پاک بیکس اکیلا رہگیا + اور خدا کا کلام چھوڑ دیا گیا + اور حق سے غدر کیا گیا +
جب آپکو مغلوب کردیا گیا + ظالمون نے آپکو کیا اپنے ہاتھ سے کھو دیا + کہ حرام
حلال اور خدا کی بزرگی اور یکتائی کے چہچے کو اور آیتونکی عیان مضمونون کو
اور رازونکو بالکل برباد کیا + آپکی زندگی کے دن کیا تیر ہوے + کہ آپکے بعد بڑے
الٹ پلٹ اور بہت ایر پھیر ہوے + کفر و بدمذہبی اور بیکاری احکام خدا کا زور
ہوا + اور خواہشون اور گمراہیون اور آزمائشون اور بیہودہ باتونکا بڑا زور و
شور ہوا + پھر سنانی سنانے والے نے آپکی آپکے نانا پاک کی گور کے پاس
کھڑے ہوکے آپکی سنانی سنائی + اور اپنی آنکھون سے آنسوونکی جھڑی برسائی +
یہ کہکے کہ او پاک تیر انواسا اور تیرا اگیچھو مارا گیا + ناحق اوسکا سر تن سے اوتارا
گیا + تیرے بال بچونکا اور تیرے کنبہ کا کچھ و قر نجا نا گیا + نہ اوسکا کچھ رتبہ مانا گیا +
اور تیرے پردہ تیر سے پیچھے ستاسے گئے + بندے بنائے گئے + تیرے گھر پر
اور تجھ والون پر قیامت ڈھائی گئی + پھر تو شیکہ تلملا گیا + اور اوسکا دل رو رو کے
بلبلا گیا + اور فرشتونکے دل کے دل اور پیمبرونکے جتھ کے جتھ آنے لگے

اور اونھین سمجھانے لگے + اور آپکی والدہ کو صدا آپکا پرسادیا + اور آپکی والدہ ماجد کیخدمتمین + اور آپکی تعزیت تعزیت مین + الگ ہجوم کیا + کہ اگر ایک چلا جاتا تھا + تو فوراً دوسرا چلا آتا تھا + اور بہشت مین آپکی صف ماتم کو بچھا دیا + اوسکی وہانکی پریون نے آپکے غم مین اپنا منہ پیٹ لیا + بڑے بڑے صدمے اوٹھاے + اس غم مین خوب دوہتڑ لگاے + آسمان اور اوسکے رہنے سہنے والونکو اور بہشتونکو اور اوسکے خزانچیونکو + اور پہاڑونکو اور اونکے دوڑونکو + اور دریاؤنکو اور اونکی مچھلیونکو اور مکہ کو اور اوسکی نیوونکو + اور بہشتونکو اور اوسکے گبھرونکو + اور خدا کے گھر اور ابراہیم کے مقام کو + اور شعر حرام کو + اور حطیم و زمزم کو + اور منبر معظم کو + اس صدمہ نے خوب چھکون پھکون رولایا + اور اوبھرتے ہوے تارونکو + اور چمکتی ہوئی بجلیونکو + اور اور کڑکتی ہوئی گرجون کو + اور سنکتی ہوئی ہواونکو + اور اونچے آسمانونکو + بے انتہا کڑھایا + پس خدا ہی کی لعنت اور پھٹکار ہو اوسپر کہ جسنے آپکا خون ناحق بہایا + اور لوٹ کے آپکو بالکل ننگیایا + لاشونکو برہنہ کردیا + اور سب کپڑے لوٹ لئے اور ہتیارونکو چھین لیا + اور بیعت کرکے ہاتھ مین ہاتھ دیا + پھر برے وقت پر نہ ساتھ دیا + اور آپکی قدر نجانی + اور آپسے ناحق لڑائی ٹھانی + اور آپکو آپکے وطن سے نکالا + بیٹھے بٹھلاے ریرہ تی ستایا + اور لشکرونکا آپکے برخلاف پراجمایا + اور سرکشونکو آپکے ستانے پر اوبھار کے اوسکایا + اور خدا ہی کیطرف بری ہوتا ہون اور بیزاری کرتا ہون + حکم دینے والے سے اور اطاعت کرنیوالے + دونوسے + اور ظلم جوتنے والے + اور بالوں کرنیوالے + دونو

تو آلہی طفیل سے اس بزرگ مقام کے برکت کی کہ درود بہیج تو پیمبر پر+ اور اونکی آل اطہر پر+
اور خالص اعتقاد پر اور الفت پر اور اہلبیت کا مضبوط دامن تھانب لینے پر مجھے ثابت
قدم فرما+ اور اونکی محبت کی بدولت مجھ تک اپنا فیض پہونچا+ اور مجھے اوس سے نفع پانے
فرما+ اور مجھے اونھین کے زمرہ مین محشور کر+ اور اونکی سعی و سفارش و شفاعت سے
مجھے بہشت مین داخل کرکے میرا دل مسرور کر+ کہ تو ہی آرزوونکا سن لینے والا ہی+
اور ایسے مرادونکا بند وبست کردینے والا ہی+ کہ فیض تیرا بے انتہا ہی+ اور تیرا ترس سبکے
ترسون سے بڑھا ہوا ہی+ الٰہی اے وہ خدا کہ جو سب شمار کرنیوالون سے بڑھا ہی+ اور
سب بزرگون سے بڑا ہی+ اور سب حکم دینے والون سے برتر ہوا ہی+ تیری بارگاہ عزت کے
اور درگاہ رفعت مین مین وسیلہ گردانتا ہون اون محمدؐ کو کہ جنپر پیمبرونکا سلسلہ تمام
ہوا+ اور ساری خدائیکی طرف جنکی رسالت کا منصب عام ہوا+ اور اونکے اون
چچیرے بہائیکو کہ جو سب جانشینونسے نرالے تھے:: چندلے والے تھے:: جنکا پیٹ
بڑا تھا:: علم و حکمت سے جو لبالب بھرا تھا:: مکان شرع کے مکین تھے:: پیمبر کے
بلافصل جانشین تھے:: علےؑ بادشاہ مومنین تھے:: اور اون فاطمہؑ کو کہ جو
ساری خدائیکی عورتونسے بہتر ہین:: بہشت کی عورتونکی بھی سردار و افسر ہین::
اور اون حسنؑ کو کہ جو صاف ستھرے بے اشتباہ تھے:: پرہیزگارونکے جاپناہ تھے
اور اون اصغرؑ کے باپ حسینؑ کو کہ جو سب شہیدونکے سردار تھے+ اور اون
سب سے بہتر بے انکار تھے+ اور اونکی اون سب اولاد کو کہ جو تیری راہ مین ناحق کاٹکے

رکھدیے گئے + اوراون سب رشتے ناتے وا اون کو کہ جنپر قیامت کے ظلم کیے گئے +
اوراون حسینؑ کے بیٹے علیؑ کو جو بڑے زاہد عزلت گزین تھے + سب عابدونکے سرتاج
تھے + اوراون محمد باقرؑ کو جنھین خدا نے اگلون کا قبلہ بنایا تھا + اوراون
جعفر صادقؑ کو کہ جنھین سب سے زیادہ سچا قرار فرمایا تھا + اوراون موسیٰ کاظمؑ
کو کہ جنکا دل دلیلون کا خزینہ آشکار تھا + اوراوس علی رضاؑ کو کہ جو دین
مبین کا حامی و مددگار تھا + اوراوس محمد تقیؑ کو کہ جو ہدایت یافتہ لوگونکا
پیشوا تھا + اوراون علی نقیؑ کو کہ جنکا زہد سب سے بڑھ گیا تھا + اوراون حسن عسکریؑ
کو کہ سب جانشینونکی جانشینی جنھون نے فرمائی تھی + اور سبکی میراث جنکے
حصہ مین آئی تھی + اوراون مہدی آخر زمان کو کہ جو ساری خدائی پر
حجت خدا ہین + اور خدا کیطرف سے اون سبکے رہنما ہین + کہ رحمت بھیج تو ان
اوراوس پودہ لا پر + کہ جو بالکل سچے تھے + نک سکھ سے اچھے تھے + سردار
مومنین تھے + آل طٰہٰ و یٰسین تھے + اور یہ کہ گردان تو مجھے قیامت مین اون
لوگون مین سے کہ جو امان پائین گے + اور جنکے دل ٹھہر جائین گے + تپاک اور دھڑکا
جنھین نام نہو گا + اور اوس دن کی آپ دھاپ سے جنھین کچھ کام نہو گا + جو کامیاب
و فیضیاب و خوشباش ہونگے + اور خوشخبریان پانیوالے اور نہال نہال اور
بشاش ہونگے + الٰہی میرا چہرہ مسلمانونکے دفترین لکھ لے + اور نیکون مین مجھے
داخل کردے + اور پچھلون مین مجھے سچے زبان دے + ٹھیک ٹھیک مجھے بیان دے +

باعیون کے مقابلے مین میری پیچ لے + رشک والون کی چلتر سے مجھے بچا دے +
مکارون کے مکرون سے مجھے بچا + اور اونکے ظلم کے ہاتھونکو میری طرف سے ہٹا + سبکے
سردارونکے غنچہ مین بٹھا + بہشت مین اونکی خدمتمین پہونچا + جنکا تونے بڑا احترام
کیا ہی + اور جنپر اپنی نعمت کو تمام کیا ہی + پیمبرون اور سچون مین سے + اور شہیدون
اور اچھون مین سے + اپنی رحمت وکرم سے اے ارحم الرّاحمین + آلٰہی
مین قسم دیتا ہون تجھے تیرے بے گناہ نبی کی + اور تیری حکم قطعی کی + اور رازدار
تیری مناہی کی + اور اس قبر پاک کی کہ جو محدود و معین و معلوم ہی + اور جسکے
کول مین لٹایا ہوا امام معصوم ہی + کہ جو شہید و مظلوم ہی + کہ تو میرے رنج وغم
کو ہٹا دے + اور قطعی قضاؤ قدر کا شر میرے پاس سے ہٹا دے + اور اوس
آگ سے کہ جسسے لوکے لوکے اوٹھتے ہونگے مجھے بچا دے + آلٰہی اپنی نعمتسے
میرا رتبہ بڑھا + اور اپنی بٹوارے سے مجھے نہال نہال فرما + اور اپنی بزرگی اور سخاوتکی
پوشش مجھپر اوڑھا + اور اپنے چلتر اور اپنی لے دے کو مجھسے کوسون دور ہٹا +
آلٰہی ڈگمگاہٹ سے مجھے بچا + اور میری بول چال اور کام کاج کو سدہنا + اور میری
عمر کی گنجائش بڑھا + اور ہر دکھی بیماری سے مجھے بچا + اور ہر برکت سے میرے سردارونکے
اور اپنے فضل وکرم سے سبسے بڑھی ہوئی آرزو بر لا + آلٰہی رحمت نازل کر محمد
وآل محمد پر + اور میری توبہ قبول فرما + اور میرے اس آنسوونکی جھڑی پر
ترس کھا + اور ہاتھ تھانب کے مجھے لڑکھڑاہٹ سے بچا + بیچینی کو مجھسے دور کر +

اور میرا قصور عفو کرکے مجھے مسرور کر + میری اولاد کو نیک بنا + اونکے چال چلن
درست فرما + الٰہی اس بزرگ مقام مین + اور شہادت گاہ با احترام مین + نہ چھوڑ میرا
کوئی گناہ مگر یہ کہ تو اوسے عفو کرے + اور نہ کوئی عیب مگر یہ کہ تو اوسے ڈھانپ دے +
اور نہ کوئی رنج مگر یہ کہ تو اوسے ہٹا دے + اور نہ کوئی روزی مگر یہ کہ تو وہ مجھ تک پہونچا دے +
اور نہ کوئی رتبہ مگر یہ کہ تو اوسے بڑھا دے + اور نہ کوئی جھگڑا مگر یہ کہ تو اوسے سلجھا دے +
اور نہ کوئی آرزو مگر یہ کہ تو اوسے انجام کو پہونچا دے + اور نہ کوئی دعا مگر یہ کہ تو اوسے
مستجاب فرما دے + اور نہ کوئی تنگی مگر یہ کہ تو اوسمین گنجائش بڑھا دے + اور نہ کوئی
ساتھ مگر یہ کہ تو اوسے جُٹا دے + اور نہ کوئی کام مگر یہ کہ تو اوسے انتہا کو پہونچا دے +
اور نہ کوئی کام مگر یہ کہ تو اوسے بڑھا دے + اور نہ کوئی خو مگر یہ کہ تو اوسے اچھا بنا دے +
اور نہ کوئی خرچ مگر یہ کہ اوسے بچا دے + اور نہ کوئی حال مگر یہ کہ تو اوسے آباد بنا دے +
اور نہ کوئی بیری مگر یہ کہ اوسے دنیا کی پردہ پر سے اوٹھا دے + اور نہ کوئی دشمن
مگر یہ کہ اوسے ہلاکت مین پھنسا دے + اور نہ کوئی برائی مگر یہ کہ اپنی ذمہ داری سے
اوسے سرکا دے + اور نہ کوئی دور مگر یہ کہ اوسے بھڑا دے + اور نہ کوئی بیمار مگر
یہ کہ اوسے شفا دے + اور نہ کوئی گردمین آٹا ہوا پریشان مگر یہ کہ اوسے مطمئن بنا دے +
اور نہ کوئی درخواست مگر یہ کہ وہ عطا فرما دے + الٰہی مین مانگتا ہون تجھسے
بھلا دنیا کا + اور ثواب عقبیٰ کا + الٰہی مجھے اپنی حلال روزی کیوجہ سے حرام سے
بچا دے + اور اپنے فضل و کرم کے طفیل سے مجھے لوگونکے احسانون سے

محفوظ فرمادے + الٰہی مجھے مفید علم عطا فرمادے + اور دلکو لرزنے والا اور بہنے والا
بنادے + اور جا بیج کو پورا کر + اور ستھرے چلن کو نہ ادھورا کر + اور اچھا سہارا دے +
اور اوسکے بدلے اجر بیشمار دے + الٰہی اپنی نعمت کی شکر گزاری کی مجھے توفیق عطا فرما
اور اپنے فضل و کرم اور احسان کا مجھے احسان مند بنا + اور مجھے ایسی بات دے
کہ لوگونمین سنی جاے ، اور ایسا کردار دے کہ جو تیری طرف بلندی پاے ، اور نیکیونمین
میری پیروی کیجاے ، اور میرے دشمن کو ہلاکت کی سزا دیجاے ، الٰہی رات و دن کی
ہر گھڑی اور ہر پل مین محمدؐ و آل محمد پر رحمت نازل فرما ، اور مجھے بردنکی برائی سے
بچا ، اور گناہونکے میل کچیل سے چندن کیطرح مجھے صاف ستھرا بنا ، اور آگ سے
مجھے چھڑا ، اور ٹھراو کی جگہ مین مجھے بسا ، اور میرے اور میرے ایمانی بھائیون اور
بہنون کے سب گناہ عفو فرما ، اپنی رحمت سے اے ارحم الراحمین +

حررہ بیمناہ خادم الشریعہ علی محمد بن سلطان العلماء

تمت

خلاصہ علم اخلاق کا یہ ہے کہ قوت ادراک و عقل کو جیسا خدا نے نسبتاً بلند مقام پر دیا ہے یعنے دماغ میں خواہ اسطور پر کہ یہ قوت دماغ میں پیدا کی ہے جیسا کہ
حکیموں وغیرہ میں مشہور ہے یا اس طور پر کہ مبدا اسکا قلب ہے اور ظہور آثار اور حکمرانی کا محل دماغ ہے جیسا کہ اقرب بصواب ہے بہر طور عقل کی جگہ ہے اوپر
کھوپری میں ہے پس جسطرح وہ اونچی سب عضووں سے ہے اسیطرح سے اسکی حکومت کو بھی بالا اور نافذ اور سب اخلاقی قوتوں پر رکھی اور اسی طرح
شاخوں کو اونکے شاخوں پر اور مراد اور اخلاقی قوتوں سے غصہ ہے اور مراد بیچ شاخوں اور مقام اسکا دل ہے کہ وہی خون عمدہ کا مجمع اور معدن ہے اور
غصہ مادہ سے خون سے ہوا کرتا ہے اور مقام اسکا بیچ کے مقام کے طرح ہے اور عقل سے نیچا اور کبد یعنے کلیجہ وغیرہ سے اونچا ہے اور وہ کلیجہ خواہش
کا اور ماوے کے شاخوں کا مقام ہے پس غصہ زبردست عقل کا ہوا اور بالادست خواہش کا اسیلیے اخلاقی حکیموں نے لکھا ہے کہ غصہ مصلح خواہش کا
یعنے غصہ عقلی اور مثال اسکی یہ ہے کہ کسینے فاقہ میں ایک سوکھی روٹی بازار میں پڑے دیکھی تو ضرور اوسکے لانیکو خواہش اوسے آمادہ کریگی
اور وہ مربکو کسیطرح جھپٹ سے اوسکے اوٹھانیکو لیکن اگر وہ اوسکا اتالیق اپنے غصہ کو کریگا جسکے شاخ تکبر ہے اور اپنی شیخی کے لحاظ سے سوچیگا
کہ ساری بازار مجھے دیکھ رہی ہے یا کیا کہیگی کہ ہا یہ کیا ندیدہ تھا کہ اتنی سے سوکھی کھوکھری روٹی پر ایسا موہ کے بھوکر تو خواہ مخواہ چشم پوشی سے
وسکے بیجا لالچ پر یہ پیگا اسیطرح اس غصہ کی بیاعتدالی کا علاج عقل سے ہوگا کہ یہ سب اس وقت کی حاجت پر نظر رکھنے والے ہیں اور عقل
دوربین اور انجام دیکھنے والے اور انکے روک ٹوک کرنے والے خواہش تو یہی کہیگی کہ بھوکی ہو یہ کھانا کھالو یا غصہ کہیگا کہ لڑو ایمین [illegible]
[illegible] ہو لیکن عقل کہیگی کہ اس کھانیکو نہ کھانا کہ مثلاً اسمین زہر ملا ہے اسوقت کی بھوک کے زحمت سے بہی زیادہ زحمت ہوگی بلکہ جان ہی جائیگی
پہنچیگی اسیطرح غصہ کو سمجھائیگی کہ لڑائی ہوئی تو ہوئی ملاپ ہو جائیگا کسینے برا کہا تو وہ لگا نہ رہیگا اگر چوٹ وغیرہ لگی ہو تو وہ بہی جاتی رہیگی
اور آخر میں راحت ملیگی مگر جو جان گئی تو سب لذتوں اور راحتوں سے محروم بہی ہوئے اور رہا کمندنی کی زحمت بہی جہیلی پس یہ دونو شیخ
دونو لڑکوں کی طرح ہوئے اور عقل اخوند کیطرح ہے اون کے درست کرنے والے ہوئے کہ ہرایک کو اوس کے زیادتی سے بہی روکے اور ایک
کو ایک کے جھگڑے سے بہی اوسے بچائے اور اونکے قصہ سلجھائے اور سب نیکیاں عقل کی شاخین ہیں یا ذرتسب برائیاں یہ تو خواہش کے یا نتیجہ
غصہ کے اور ہنوز کسی قوم نے ترقی نہیں کی مگر خورش اخلاق کی پابندی سے اور جب کبھی کسینے تنزل کیا ہے تو غصہ یا لالچ وغیرہ کے پابندی سے کیا
ہر شخص کے ذاتی حالتوں ہی کے درستی سے تو اون کے گہر کی درستی ہوگی پس یہی تہذیب اخلاق ایک جز تدبیر المنزل کا ہو یعنے خانہ داری کے
دانائی اور گھرداری کی سمجھ کا اور کیا شک ہے کہ جب کبھی کسے گہر کی ترقی ہوئی تو اسیکی پابندی سے اور جب کوئی خانہ بربادی ہوئی ہے تو اسی کے
برخلافی سے [illegible] ظاہر ہے کہ جس شہر کے کل گہر دانائی سے معمور ہونگے تو وہ شہر کیونکر نہ آباد ہوگا اور گہروں کے تباہی سے وہ کیونکر نہ برباد ہوگا پس
درستی کی سمجھ جز ہوئے سیاست مدن یعنے انتظام شہر کے دانائی کا اور جو اقلیم و ملک بسا ہے جب کبھی وہ اسیکے گردن کے برتاؤ سے اور جو تباہ
وہ اوسیکے برخلافی سے پس ابتدا کبر آدمی کے چال چلن کا کتنا اثر پڑتا ہے جانوں پر اور شہروں پر اور گہروں اور شہروں اور اقلیموں
پہر کل مذہبوں کا بہی مدار اسی درستی چال چلن پر اور نجات اخروی کا بہی اسیمین پر مدار ہے پس کیسا فیض ہوا اوس علم کا کہ جا اخلاق درست
کردے اور کیا حق ہوا اوسی شخص کا کہ جو اونکا درست کرنے والا ہوا اور اسی لیئے حکمت اخلاق میں لکھا ہے کہ استاد کا حق خدا کے حق سے کم اور
ماں باپ کے حق سے بڑا ہے کہ وہ اولاد کے جسمانی تربیت کرتے ہیں اور استاد روحانی تربیت کرتا ہے اور بہر طور اگر جو فائدہ اور فیض آ[illegible]
[illegible] علماء [illegible] زیادہ [illegible]

مبنی یا طبع آزمائی کو دخل ہو بلکہ یہ عملی ہی اور کار اور کرتب اور مشق اور ڈہب کو اسمین دخل ہی چنانچہ بعضے متوسط ملا اپنی حماقت سے یہ سمجھی کہ یہ تو سب صاف
باتین ہین اسمین کیا غور کرنا مشکل علم حکمت کے منطق وغیرہ کیطرح قابل طبع آزمائی تھا لاکر اون سب سے زیادہ اس علم مین اپنی گفتار کو کردار مین نازک
خیالی اور دور بینی اور نکتہ سنجی کرنا پڑتی ہی اور اصول اور شرائط عقلی پر پابند عقل ہو جانا اور غصہ اور لالچ کی بہندی مین نہ پہنسنا کسی خبر یا کل امر مین یہ
امکان عادی سے باہر ہے ناطق داس اس لیئے پیمبر و امام ہدایت فرما فرما کے تھکے اور لوگون نے بد اخلاقی نہ چہوڑی بلکہ خود اونہین ہادیون سے
ایسے بداخلاقیان کین کہ جو مشت از بام افتادہ ہین پہر اخلاقی حکیم جا بجا اگرچہ نصیحت کرنے کرتے اور کچھ مفید نہوا اور اسیلئے کبھی یہ شبہہ ہوتا ہی کہ پہر تعلیم علم
اخلاق کا کیا فائدہ اور اسکا جواب ہم جو ہر فرد مین دیکھ چکے ہین اور علاج تبا چکے ہین کہ دلشتہ حکمت و دانائی ہی اپنی قوم مین کہ جب اونکے سمجھ پہر یگی تو
پیچھے بات زیادہ اونکے دلین اثر کریگی چنانچہ جو بات بچا دس دفعہ مین نہ سمجھی اور بے مار پیٹ کے وہ او سکے سمجھ مین نہ آئی سمجھدار او سے ایک ہی دفعہ
مین سمجھ لیتا ہی اور ایک عمدہ سبب کمی کا خوشش اخلاقی کی یہ ہی کہ او سکا مدار عقل پر ہی اور عقل کا رو جہر اور وہ ایک ہی جز ہی انسان کا اور غصہ اور خواہش
کہ جو صادر دل او کبد سے ہین وہ جز او مرکب کا میلان اغلب اجزا کی طرف ہی اسی سے اکثر لوگ بری اور بہت کم اچہی ہوتی ہین اور اسی لی
قران مجید مین فرمایا ہی کہ قلیل من عبادی الشکور بہت کم ہین میرے بندون مین سے شکر گزار اور وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیلہ کہ
اگر اطاعت کریگا تو اکثر اون لوگون کے کہ جو زمین مین تو وہ بہٹکا دینگے تجہے اوس کے راہ سے اور یہ بدیہی ہی لوگون کے حال سے راہ چلنے مین
یا سر راہ بیٹھے لوگون کا تماشا تو دیکھنا چاہیے کہ ایسے تو بہت دکہائی دینگے کہ جو اکڑتے اور ریزے لگے ہوئے نیچے ان کے بہل منہ بہون پر تاؤ دیتے ہوئی
چلین اپنے شیخی کے وجہ سے جو غصہ کی شاخ ہی یا تماشی بین اور بوالہوس اور خواہشی لوگ بہت دکہائی دینگے جنہین بل اپنی زور کا یا گہمنڈ جوانی
اور روپیہ کا ہی جو جڑ خواہشونکی ہی حالانکہ غصہ خاص انسان کے صفت نہین بلکہ درندون مین اوس سے بڑہی ہوئی ہی اور اسیطرح خواہش بہائم
کی کہین زیادہ ہی آدمی کی خواہش سے پس مجہے بڑے حیرت ہی کہ بانکی لوگ کاہی پر اتنے شیخی کرتے ہین کیا بہیڑیا اور شیر حیوانی غصہ مین ایسے
زیادہ نہین اور تماشبین لوگ کاہی پر ناز کرتے ہین کیا وہ جو اصل سے زیادہ کہا سکتے ہین یا سور اور بیل سے زیادہ طاقت ہمبستری
کی عورتون سے رکہتے ہین اور ایسے بہت کم نکلینگے اور النادر کالمعدوم بلکہ معدوم کہ جنہین ناز اپنی عقلمندی اور سمجہداری پر ہو جو خاص
صفت اون کے اور خدا کے نعمت اونپر ہی اور ایسے کہ جو ہر ادنی و اعلی بات مین اخلاقی عقل کے پابند ہون اور کبہی کسے کام مین خواہش اور
غصہ کے متلب نہون تو کبہی خواب مین بہی نہ دکہائی دینگے مگر سارے کے دو چار آدمی اخلاقی حکمت کے پیشواؤن مین مثل حضرت حکیم لقمان
یا شاید حکیم سقراط کہ اونہون نے بہی ایک موقع پر اپنے شاگرد ارسطو سے فرمایا تہا کہ تم جو حکمت سے جان عزیز کر نیکا مشورہ دیتے ہو تو یہ تو نا ثابت
کرو کہ یہ عقلی کام ہی ورنہ تم خوب جانتے ہو کہ سقراط وہ شخص ہے کہ ابتدائے سن تمیز سے مینے کوئی خواہش یا غصہ کے بات نہین کی پس اب آج
مین کیونکر اپنی قدیم کیفیت سے ٹل سکونگا مگر انسے بہی بہولی چوکے عقل کے مقتضا سے تجاوز اور خواہش یا غصہ کے پیروے ممکن ہی مگر لقمان
اگر نبوت انکے مسلم ہو جیسا کہ اقرب ہی اور ان اخلاقی حکیمون سے بڑہ کے رتبہ پیمبرون اور اماموں کا ہی کہ اون سے بہولے چوکے بہی خطا نہیں
ہوتی اور وہ عقل مجسم اور فیض مجسم ہین اور بڑا اوصاف لیتے ہین عقل کی پابندی اور طرفداری کا اور غصہ اور خواہش کے برخلافی اور ضد کا
اور اس درجہ کو دو امر لازم ہین ایک خدا کے تائید کہ وہ معدن فیض ہی اور یہ ذریعہ او سکے فیضرسانی کا خلق خدا تک ہوتے ہین
اور یہی باعث معجزون وغیرہ کے انسے ظاہر ہونیکا اگرچہ بغیر معجزہ و بشارت و پیشین گوئی وغیرہ ممکن ہی جانچ لینے کا اونکے امامت و نبوت

وغیرہ کچھ اخلاقی گرون سے جو اونکے چال چلن مین پائی جاتی ہین یا اونکے کلام مین اور جیسا کہ یوزآسف کے نبوت کا گمان کیا گیا
بغیر اونکے معجزون کے تو آتا یا اونپر کسے نقص وغیرہ ہونیکے دوسرے خلق کا دشمن ہوجانا اونکے پابندی غصہ و خواہش کیوجہ سے اور
اونکے مانع آنیکے سبب سے اور جو یہ اونکے برخلاف کرتے ہین اپنا عہدہ پورا کرنے کے لئے تو وہ ضدی مزاج سمجھے اور زیادہ ہٹ اور ضد کرتے
چلی جاتے ہین اور روز بروز اور دن بدن آپس مین عداوت ہی بڑہتی چلی جاتی ہی اور طرح طرح کی ایذاے مال اور جان اور آبرو اور اہل
عیال اور اولاد کے طرف سے اور مثال حجت خدا کے اونکے درمیان مین اوس اوستاد کے ہوتی ہی کہ جو نادان زور اور بد لڑکون مین
پہنس جائے اور کھانا وغیرہ اوسکا اونکے ہاتہ پڑے تو اگر وہ تعلیم و تنبیہ مین کوتاہی کرے تو اوس کے عہدہ مین تنگی اور اگر تعلیم و تنبیہ کرے تو وہ
اوسے ستائن اور دہکائین اور طرح طرح کی ایذائین دین اور خدا بہی اس حجت خدا کی آزمانی کو اور خدائی کا داہمہ اونکے طرف سے
ہٹانے کو کہ لوگ اوس کے ایسے عاجزی دیکہکر اوسے بندہ جانین اور اوسکے معجزون سے اوسے خدا نہ کہنے لگین اور تاکہ اونکے
اور جوہر کہلتے جائین جب اون مصیبتون مین تزلزل نہ کرین اور اپنی آئین اخلاق و ناموس اور حقانیت پر اوس کٹھن وقت
مین بہی ثابت قدم رہین اسلئے کہ بے رگڑے جانیکے پتہر پر کیسی سرو ہی کی کیونکر جوہر کہلینگے اور بغیر تا دینے کے کیونکر اوسکا کندن
معلوم ہوگا اور بے جلے ہوے کیونکر اگر کے لپٹ اور جہک پہیلے گے اور بغیر پسے اور گہسے ہوے کیونکر صندل یا کیسر کی خوشبو نکلینگے
اور اسی استحقاق کے وجہ سے مرتبہ شفاعت کبری اور بے انتہا اور از حد ثواب کے اور عالی مرتبون اور مقام محمود کے مستحق ہون آخرت مین اور پہر
طور ایسے معجز نما اور مویدمن اللہ اور اخلاق لوگون کا کہ جو فیض ناموس و اخلاق کی پہیلانی پر اور اوسکے گرون کے پابندی پر مٹ مٹے ہون اور اس
آئین کے برتنی مین جنہون نے اپنے مال اور آبرو اور جان تجدی ہو ایک پاک مسلسل سلسلہ ہی ایک کے بعد دوسرا گویا کہ وہ گندہی ہوئی موتیون کا
دو لڑا یا لڑی ہی کہ جسکے ابتدا حضرت آدم سے ہی اور انتہا جناب رسالتماب اور اونکے اہلبیت پر ہی پس زیارت حضرت امام حسین میں ذکر سیکڑون کا
اشارہ ہی اسطرف کہ یہ شہید اوسی سلسلہ پاک میں ہیں اور یادگار رہے راہ خدا کی مصیبت زدا ونکے جیسے دستور ہی کہ مصیبت کی وقت ہم درد کا
خیال آتا ہی اور اوسمے داد چاہی جاتی ہی اور تمہید ہی اسکے کہ کوئی نادان انکے منقصت شان اسمین نہ سمجھی اور اسے محمول نادانی کی پر نہ
کرے بلکہ عقلی موت جانے اونکے موتونکے طرح اور یہ سمجھی کہ یہی زیادہ قابل اسکے ہین کہ انکے صف ماتم عاقل لوگ بچھائین اور انکا عقلی
سوگ رکہین کہ انکی لہلہاتی ہوے جانین اسی آئین ناموس و اخلاق عقلی کے پابندی و حمایت مین تلف ہوئین پس کتنا سے وہ سرکش سیاہ
اس مصیبت مین برہنہ نہو - اگر امام حسین سے خدا کے پیارے کے غم مین تو ہر کس مصیبت مین ہوگا کیا ماں باپ کے لئے ہوگا کیا بہائی قرابت اور عقل کے راہ سے زیادہ اعتبار نہین رکہتے
حالانکہ حکمت اخلاق مین ثابت ہوچکا ہی کہ استاد اور ہادی کا حق خدا کے حق سے کم اور ماں باپ کی حق سے بڑہا ہوا ہی اور بہوٹ جائے وہ آنکہ
کہ جو اس مصیبت پر نہ روئے اور بہری ہو جائین وہ کان کہ جو اس غم کے اواز سننی کو دو بہر رکہین اور فنا ہو وہ دل کہ جو اس صدمہ پر
نکڑے ہی اور اسے وجہ سے مدار مصیبت و غم کا دانائی اور لیاقت اور فیض وغیرہ پر رہا ہی اور خوش کرداری پر نہین تو مرنے کو کیا کہ جیلین چوہے
بلی نہین مرتے لیکن کون اونکے صف بچہائیگا اور کون اونکا تیجا یا چالیسوان یا برسی وغیرہ کریگا اور آدمی کے لیئے یہ سب کچھ کیا جاتا ہی
عقلی قدردانی کے وجہ سے کہ جو اخلاق کی راہ سے بہت ضروری بات ہی اسی طرح آدمیون مین جیسے نیکون کا غم ہوگا وہ بد ونکا کیونکر
ہونے لگا یا جیسا ناموسی حاکمون کا صدمہ ہوگا وہ سیاست مدن کے حاکمون کا کیون ہونے لگا دیکہو کیسے کیسے ہفت اقلیم کے بادشاہ مر گئے

اور کیسے کان پر جون بھی نہین رینگتی اور ناموس عالمون نہ استقلال سے متزلزل ہوجاتا ہے اور ہمارے تون اوسکا اثر رہتا ہے دیکھو یزید مر گیا اپنی اور
عرفی سلطنت اور دولت وصولت پر تو کیسے یہ بھی نہ جانا کہ کتا مرا یا بلی یا ان جناب وہ جیتا تھا تولایح یاد سے اوسکے مونہ دیکھکے سب چپ ہوتے ہو
اور ہمارے حضرت کے غم مین جو اثر ہے وہ آج تک تازہ ہے کہ غیر مذہب مصیبت بھی اوسکی قدر کرتے ہین ہندو نکو دیکھئے کہ کسقدر تعزیہ داری مین اہتمام
کرتے ہین خصوصا ان اطراف کے لوگ سیر و کے اور تہانے مین کیا صرف کنیہ اور زحمت تعظیم کرتے ہین اور زیر سیر یعنے اپنی اولاد ون کے
نامون کے ساتھ حسن حسین کرتے جاتے ہین کہ وہ اپنے عقیدہ مین انکے ہی اس کار نمایان کیوجہ سے انہین بھی اوسی قسم کا محترم جانتے ہین
ایک سے الفت اور وجاہت اپنی انسے ظاہر کرتے ہین بیایافتہ اور اسکی بھی قدر دانی اور محبت اور دردا سے مظلوم حقیقی کی وجہ برکتین اور
مرادین پاتی ہین اسی وجہ سے روز بروز اسکی ابھی تک آج کو ترقی ہوتی جاتی ہے یہ خدا کا کارخانہ ہے اور نیک چلن کا اثر ہے کتب بینی مین
جب مینی اسرار الشہادہ دیکھی تو اوسمین ایک شخص کی حکایت دیکھی کہ سینہ اوسکا آگ سے نہ جلا اور تفتیش کے بعد معلوم ہوا کہ وہ حضرت کا ماتم
کیا کرتے تھے اور چھاتی کوٹتے پیٹتے تھے اس غم مین تو مجھے بڑا تعجب ہوا کہ جناب ملا آغا صاحب دربندی ایسے ناواقف ہندو نکے مذہب تعصب
سے تھے کہ اونہون نے یہ سنی سنائی بات اپنی کتاب مین لکھدی مگر اس عظیم آباد وغیرہ کے ہندو ونکا حال دیکھکے مجھے اپنے اوس تعجب
پر تعجب ہونے لگا اسلئے کہ بکثرت اونہین رنج کرتے ہوئے اور ماتم کرتے ہوئے اور تعزیہ داری کرتے ہوئے دیکھلیا اور اسی مقام سے معلوم
ہوا کہ ناموس سلطنت دلکی سلطنت ہے اور سیاست مدن اعضاد جوارح ظاہری کی اور اسی لیے جب سفر عراق مین جناب امام حسین
نے ابو فراس سے پوچھا کہ کوفہ کا کیا حال ہے تو اوسنے کہا کہ دل تو کوفہ والون کے آپکے ساتھ ہین اور تلوارین بنی امیہ کے ساتھ یعنے دل
سے تو وہ آپہی کے طرفداری چاہتے ہین کہ دلین انکے آپہی کی حقیت اور محبت کہی ہوئی ہے لیکن صولت ودولت یزید کے لحاظ
سے اور بنی امیہ وغیرہ کے خوف و دہشت سے ظاہر مین اونہین کا ساتھ دیتے ہین اور یہ کہ جو نسبت دل کو سب اعضا سے ہے کہ وہ اونکا
رئیس ہے اسیطرح سے ناموس کی ریاست سیاست مدن کی ریاست سے بدرایج بڑہکی ہے اور بادشاہت کی بھی بادشاہ ہے اسیلئے قران
مجید مین فرمایا ہے کہ ابراہیم وآل ابراہیم کو ہمنے بڑی حکومت دی یعنے ناموس کہ سیاست مدن بھی جسکے ماتحت ہے اور تفصیل اس اجمال کی
حاشیون سے اردو ترجمہ قران کے یا ملحق حیدری وغیرہ سے دریافت کرنا چاہئے اور اسمین پر سادیتا ہے اون پیمبرون اور خدا کے ولیونکو کہ یہ حضرت او
سلسلہ پاک سے ہین بلکہ افضل اونمین سے اکثر بزرگوارون سے ہین اور برہان اس کے ایک اخلاقی قاعدہ پر موقوف ہے اور وہ یہ ہے کہ
فعلیت خلق وصفت کے معتبر ہے اور اوسکے قوت وشان سے اگرچہ قوت قریبہ بھی ہو اور اسکا استنباط قواعد ناموس پاک سے بھی ممکن کہ نیت
عمل اگرچہ ثواب عمل رکھنے ہے لیکن دسگنا ثواب جو مرتب نفس عمل پر کیا گیا ہے وہ کبھی اوسکے نیت پر مترتب ہوگا اور اسیطرح گناہ کا مواخذہ
اوسکے نیت سے نہین ہوسکتا اور اس راہ سے کہہ سکتے ہین کہ حضرت افضل اکثر انبیاء و مرسلین سے ہین اسلیئے کہ اگرچہ وہ حضرات کمالات ظاہری
و باطنی وعصمت وغیرہ کے وجہ سے آمادہ ہر کہ اگر ایسی آفت مین پہنسے تو ضرور ضرور ہی بہ صبر و بپابندی شرع اسی طرح بہ فرماتی لیکن شاید
اس درجہ اکمل پر اوسی نہ پونہچا سکتی اگرچہ درجہ کامل پر ضرور پہونچا دیتے اور بالغرض اگر ایسے ہی اکمل درجہ پر پہونچا سکتی تو فقط پہونچا سکتی اور
ہمارے حضرت نے تو پہونچا دیا ہے سو ہین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا نہ رہی جناب رسالتماب اور آئمہ اطہار تو یہ سب نور واحد ہین اور کمالات
ظاہری و باطنی مین ایک دوسرے کے قدم بقدم ہان جناب رسالتماب افضل ان سب تھے بے شک و شبہہ تاکہ رتبت فرع کا اصل پر کہ جو خلاف عقل و نقل

ہو لازم نہ آئے ہان باقی اُمر سے اگر حضرت کو اس بنا پر افضل کہین تو عجب نہین اگرچہ بہ نسبت حضرت امیر اور حضرت صاحب الامر کے پہر بہی اسمین اشکال ہے
اور ایک ایسا عمل نہین تو اسمین مزید فکر ہمیدان ضرور نہین بہر طور اگر کوئی مال بہی رکہتا ہو اور بیچا بہی ہو اور نیت بہی داد و دہش کی رکہتا ہو لیکن
سخی جبہی کہلائیگا کہ جب کسیکو دیہی بہی اگرچہ مجازاً اوسپر بہی اطلاق ہو کہ جو قوت قریبہ داد و دہش کی رکہتا ہو اور جن آفتون کا سامنا حضرت کا عہد بالا ونچا
اوسمین یا تبدا ہی آئین کے رہگئی اوسکا عشر عشیر بہی اگلی کسی پیمبر یا کسی سے نہین ہوا پس رتبہ مین بہی وہ سب سے بڑہکر ہو تی ہے لیکن حکیم و عادل ہے
اور یہ ممکن نہین کہ وہ کسی کے عمل کو رائیگان کرے اور اوس کے عزت افزائے اونکی لیاقت ذاتی کی موافق اور مطابق ہوتی ہے۔

۱ یہ زیارت معتبر کتابون مین معتبر سند و نکے ساتھ منقول بہی ہے اور مضامین حق پر اور اخلاق اور ناموس کی گردن پر بہی شامل ہے اور اسمین شان
بہی ایجہکے سے یعنی مراثی ارمیانی کی سے موجود ہے پس اسمین کیا شبہ اعجاز لفظی و معنوی کی نظر سے ۱۲

۲ لطف تو یہ تہا کہ ہم ان سب بیبیون کا مختصر مختصر حال اور اونکے بیٹین گویان موافق احادیث کو معتبر وغیرہ اور ان سبکا حال اور اوس کا ربلا اس سانحہ
جانگزاسی اور ان سب کا سفر مین کربلا پر زحمت پانا اور مصیبت مین شریک ہو جانا اس مقام پر ذکر کرین لیکن قصہ سب کے مشہور ہین اور حاشیوں پر اور ترجمہ
قرآن کے مذکور ہین اور فی الجملہ علم تاریخ وغیرہ متعلق ہین کہ جو کتب بنی کتب اخبار و سیر سے معلوم ہو سکتی ہین اور یہ ایسا کام ہے کہ بہت لوگ اوسی کر سکتے ہین
اور ایسی مشہور باتونکو ہم اپنی پچہلی کتابون مین بجز اجمالی مختصر طور کی ذکر نہین کرتے جو کچہ تفصیل کرتے ہین وہ جدید فائدون کے کہ جس سے علم و معرفت
بڑہی اور دیکہو دیکہے جو مشکل مرحلہ ہین اونمین مین دہنس پڑتی ہین خدا کے بہروسی پر اور اس نیک نیتی سے کہ اگر ہمارے تحقیق ٹہیک ہوئی تو علم بڑہا اور فیض
پہیلا اور اگر چوک گئے تو کچہ معصوم نہین کہ ہمیشہ ہماری رائے صائب اور کبہی خطا ممکن نہو اور حاشا کی ایسی مقام پر احتیاط ترک مین کہین کہ یہ عقلی احتیاط
نہین بلکہ حیوانی غیر عقلی اور حاشا کہ یہ شرع کو پسند ہو کہ یہ تو ایک وسواس کی بات ہے اور ہر شخص کے تکلیف اوسکی لیاقت کی موافق ہے احتیاط محتاطون ہی کی نکالی
حالی محققون کے لیئے ہان غیر عقلی عبارت کبہی نہ چاہی اور باضابطہ رہاہی کہ جب بدل جبر ہو جائیگا تو ماخوذ نہین ہو سکتا اور نہ غلطی مستمر رہیگی اسیلئے کہ اوس
ہو سکنے والی ہی تو جیسا نہ بیان کرتے رہینگے البتہ دلائلی احتیاط ریب وغیرہ کے مقام پر عملی و شرعی ہے محقق اور مجتہد کے لیئے نہ اقوال بلکہ وہ شایان مقلد ہے کہ
اراء مجتہدین اونکے حق مین دلیلین ہین پس اگر عالم ہے دیوار کیطرف بیٹہا رہا تو پہر فیض علم حکمت کہ جو سب فیضون سے بڑہکے ہے مسدود ہوا اور جس معروف
کیلئے عالم ہے جب وہی اوس سے ظہور مین نہ آیا تو کیونکر وہ خدا کو پسند ہوگا اور کیونکر وہ اوسمین برکت دیگا دیکہو بادشاہ کا معروف رعیت پر دریا ہے
پس جب اوسنے ظلم کرکے اپنا فائدہ کہو یا تو اوسکی حکومت عبث ہو گئی اور خدا پر لازم ہو گیا کہ وہ اوس سے انتقام اپنی بندون کی فیضیاب ہونیکا کرے اور سلطنت
اور کو دیدے بخلاف اسکے اگر بادشاہ کا ذرہ گیا تو اس سے فوت تو ماخوذ ہوگا مگر ملک کیون زائل ہونے لگا الغرض جو جسکا کام ہے وہ اوسی کے ذمہ ہے
سے ہر کسے را بہر کارے ساختند اور ایسا ہی حیوانی انکسار ہے اوسکا کہ جو تصنیف کو چہوڑ کے تالیف وغیرہ کو اوسپر مقدم کرے کہ جو اونکے ماتحت کا کام ہے
اونسے مفسدہ عام کیا اس حیوانی حرکت سے اپنے مہارت کہو ئی اپنا ذاتی کام چہوڑ کے اپنے ماتحت کو معطل کیا اور اوسکا لام اٹہا یا چاہیئے اور خیال
خدا کو محروم کیا اون عقلیہ تحقیقون سے کہ جو اس سے ذرا سی مشقت مین ظہور پا سکتی تہین پس یہ ظلم ذوالظلام کی طرف رجوع ہو گیا بالکل یہ ظلامت ہو گیا
ہماری تکلیف کے موافق عمل کرنا ہے اون اشکالون کا جو اس معرکہ مین وارد ہوتے ہین اون اخلاقی اور ناموسی نکتون کا کہ جسپہ فعلی و قولی
امام حسین کی شامل ہین تاکہ جن امام کو تمنی تعیدی اور سے بزرگون سے سنت سمجہے جاتا ہے اونکے تاریخی حالونکو اونمین تو خود [illegible]
آنکہ سی دیکہلو اور سب ہو رہی اونکے علمی اندر [illegible] الکل [illegible]

بیون مین سے اور یہ سمجھو کہ بسنی ہوئی بات کیسی ہی معتبر سے ہو کبھی وہ دلمین ایسی نہ کبھی گی کہ جیسے وہ بات کہب جائینگے کہ جسکا منشا اور بیوا خود
بھی تمہین معلوم ہو جائے پس یہ تکلیف میرے ہی او قصص وحکایات کا پیمبرون کے بیان مینی مورخون اور محدثون پر رکہا اور مصائب کا بیان
ذاکرون اور روضہ خوانون پر اسلیئے کہ طبیب کے تعریف یہ ہی کہ وہ حاذق ہو نہ یہ کہ عابد و شب زندہ دار ہو پس ہر ایک کا کام اوسیکی لیے ہے اور جو کچھ کہ ذاکر
مقت ہوگی وہ ذاکری یا مضمون کے زور سے نہو گی کہ مین عمداً مصائب ذکر نکرونگا اور نہ تفصیل طور پر بلکہ جو اثر ہوگا وہ ایک روحانی جذبہ ہے اور حالت سے
بجو بنانے سے بن نہین سکتی ہے اور جب حاصل ہوتی ہی تو دشمن تک پر اوسکا اثر ظاہر ہوتا ہی اور مدتون تک کلام مین وہ اثر باقی رہتا ہی بلکہ زائل ہی
نہین ہو سکتا الہامی کلامون کا تو کیا ذکر کہ وہ معجزہ تہی اپنی ہم چشمون کے حال اور کلام مین غور کرو کہ جس کلام مین یہ اثر ہوتا ہی تو وہ دلپذیر گنا جاتا ہی
دیکہو میان سکندر مرحوم وغیرہ کا یہ مشہور مرثیہ سے ہی روایت شتر اسوار کسی کا تہا رسول + کہ اسکے کیا کیا اثر ظاہر ہوے ہین دلون پر کہ لوگون
نے جان دیدے حالانکہ بہت سے مرثیہ اوس سے بڑہکی تراش و خراش و نازک خیالی وغیرہ مین تصنیف ہوگئے پس یہ اثر اوس حالت کا ہی کہ جو
خود متکلم پر کلام کرنے کے وقت طاری تھی اور یہی گر تہا جناب رضوان مآب ذکر مصائب مختصر مین معمولی طور سے اور مصائب خوانون کے بہ ارج زیادہ
اثر ہونیکا کہ وہ جذبہ خداداد طبیعت سے روانی تہی نہ ذاکرانہ کارپردازی سے اسلیئے کہ آدمی کا کام کبھی خدا کے کام کے پہنچ کو نہین پہنچ سکتا ۱۲
۳ ظاہر مین بیان ذکر اوس بہشت کے دنبہ کا ہی جو بحکم خدا حضرت اسماعیل کے بدلے قربانی کے لیئے آیا مگر بنا بر روایت مشہور حضرت امام رضا ع
اس بڑے بدلے سے مراد حضرت امام حسین ع ہین ۱۲ ۴ حضرت امام حسین ع کیطرح انکے بہی ولادت ۶ مہینے کے حمل سے ہوئے اور انجام بہی قریب
قریب ہوا کہ زانی یا زانیہ کسلیئے دو نو خدا کی محبتون کا سر بطور نذر پیش کیا گیا ۱۲ ۵ بعضے دلون مین شیطان یہ شبہہ ڈالتا ہی کہ حضرت
نے مصالحہ کیون نہ کرلیا جو اپنے جان دی تو جواب یہ ہی کہ حضرت کو علاوہ علم امامت کی تجربہ سے معلوم ہو گیا تہا کہ بہائی نے مصالحہ کرکے کیا پہل
پایا اخر اونہین بہی زہر سے مارا پہر جب انجام موت اور آبروریزی بہی ہی اور سراسر زحمت عیال و اطفال و احباب کی تو ایسی جہوٹی
مصالحہ سے کیا فائدہ اور کبھی یہ شبہہ ہوتا ہی کہ اگر سفر کیا تہا تو اس پر خطر حالین عیال کو کیا ساتھ لیجانا تہا اور حل یہ ہی کہ وہ اہلبیت جناب رسالتمآب
و اہلبیت جناب ولایت مآب اونکے بلکہ خدا کے امانت تہی او حضرت کی جان کی ساتہہ پہر اوس پر آشوب زمانہ اور بنی امیہ کے عداوتمین
او نہین کہان چہوڑ جاتی مدینہ والون پر کیا بہروسا تہا کہ مکرر خیانتین اونسی تجربہ مین آچکی تہین اور جو مردان خاندان کو چہوڑ جاتی تو
تو وہ بہی اکثر کم سن اور امانت مین داخل تہی پہر ایک نہ ایکطرف تنہائی ہوتی اور وہ اوس پر آشوب دنیا مین ہر طور خطرناک تہی تو یہ نہ جانا کہ کسی کو
اور الگ الگ سب چہپا لیئے جائین بلکہ عقلاً و نقلاً یہی مناسب معلوم ہوا کہ سب ساتھ تہا اور پیش نظر رہین اور ہر حال مین جو موافق عقل ہو وہ آپکے
اتفاق سے کرین پہر مدینہ مین تو حسادہ چہڑ ہی گیا تہا ولید وغیرہ سے اور سفر کوفہ بنظر ظاہر شرع کی احتمال امن و امان بلکہ ملتزمہ تہا تو بجز سفر کے
کیا چارہ تہا علاوہ یہ کہ بنظر اونکے اسلام ظاہری کی اور اپنی اہلبیت کے اہل بیت نبوی ہونے کے اور شرع و عرف وغیرہ ہر طرح سے عورتون اور بچون
کی بری ہو نیکا زیادہ تر اونکا خلاف علم عادی وغیرہ تہا اور علم امامت اور باطن نبی کی راہ سے تو سب کچھ معلوم تہا بلکہ انصاف تو یہ ہی کہ جسنی
یہ عہدہ اوٹہایا حق کا جانتی اور رہبر او غضب کا مریف بہ لیتا وہ اوسے دن سب زحمتین اسکے اپنی پابندی سے کہ رتبہ کے موافق اور زمانہ او اہل زمانہ کے
طرز و طور مزاج اور اونکا اختیار و تسلط کی مقداری سے جانتا ہیگا او نہین کیسے اس سے بڑہی ہوگی اور کس درجہ کا غصہ آئیگا اور کس جگہ ثابت
کرونگا مین اور کس طرح کی ایذا اوٹہاونگا مین یہ ادنی ادنی لوگ جان سکتی ہین جو ادنی مایہ کہ اس علم کا رکہتے ہون اور عالم کے ننگ عداوت

اور ہم شیوہ سے یک حسینی نسبت تا گرد شہید شد ورنہ در عالم لباس ہستی یزید شد وہ بخوبی اپنا انجام جانسکتا ہے کہ معجزہ نما معصوم
کیا چارہ تھا اپنی شریعت ظاہری کی آیتون کی ترقی مین کہ اونکا عہدہ یہی تھا اور وہ حجت خدا تھی ۱۲ سے اس حجت خدا کے بارہ
اکثر مخالفون کے شبہہ محض نادانی سے صادر ہین مثلاً سنیونکے خیالات لیکن ازبسکہ وہ پابند عقل نہین تو اونکے طرف توجہ کرنا عبث
نہین جو لوگ اثنا عشری مذہب کے سوا اور مذہب ہونگے پابند ہین وہ تو کوئی ذرہ بہر نظر مین نہین سمجھتا کہ ہمارے مذہب کے خیالات نقل پیدا انکے
ہونگے خیالین منقولات پر ہین بیہودہ کب ہمارے مقابلہ پر ٹہر سکتے ہین ہان البتہ فلسفی حکیمون سے خیالات سامردانہ اور معرکہ کرا ہین
سکنے کے قابل ہین اور مکابرہ بہی اون لوگون کے شایان نہین کہ وہ اپنی علم و حکمت کیوجہ سے تحریف و تدلیس و حوالہ غلط وغیرہ سے
اور مبرا ہین اور بالفعل بذریعہ عالیجناب معلی القاب حشمت مآب عظمت ایاب جناب نواب بادشاہ نواب صاحب دام اقبالہم مطالع
مظہر الحق کے دوسرے حصہ کے ترجمہ پاورہ یہ اصل کتاب زبان انگریزی مین عالم خبیر ناقد بصیر حکیم معاصر مسٹر ڈیبنپورٹ صاحب
درنے کہ جو ایک نامی و گرامی مصنف اس زمانہ کے باشندہ ہیں مدینہ احرار یا مدینہ فاضلہ لندن کے ہین تصنیف کی ہی تاریخ وسیر
ولایت باب مدینہ حکمت کے اور واقعی کہ صاحب موصوف نے داد تبحر و فراست و انصاف دی ہے اور بہت بڑی
سے دیکھنے مین بہت خوش ہوا اور سرکار مورخ علامہ کا شکریہ کیا لیکن ازبسکہ مصنف ممدوح خود حکمت فلسفہ کے ہین اور بموجب اوس مقتضائے
انگریز یورپ حکیم مشرب دانا و مزاج ہین تو اس وجہ سے ہر مقام پر اپنی جودت طبع و قیاس اور آزادی ہی سے کام لیتے ہین اور ما حکمت کے قسمون سے
حکمت اخلاق ہے اوس سے اور اونکے گروہ سے انیست کامل رکہتے ہین ورنہ چند تعریفین اونسے بہ نسبت ہمارے حضرت کے پہلی جلد اور دوسری
مین مظاہر الحق کے ظاہر ہو تین اور ترددہ ہر اور ہجرت کو اپنی نامہ سے حکیمون کے جانچ مین دخل نہ تہی کہ حکمت ناموس کو فلسفہ سے کچھ ربط نہیں
ان دونون فنون مین مباینت کلی ہے ہان حکمت ناموس و حکمت اخلاق دونون قریب المخرج بلکہ متحد المخرج ہین اسیوجہ سے حکمت ناموس
الٰہی حکیمون کے تصدیق و تعریف کرتے ہی مثل مدح حضرت لقمان کے قرآن مین اور حکمت اخلاق برابر ناطقون اور پیمبرون اور اسلام اور
مونکے ثناخوان ہین چنانچہ تصدیق حضرت لقمان کے حضرت داؤد کے لئے اور اسی طرح جالینوس وغیرہ اخلاقی کتابون مین برابر تصدیق و
تعریف پیمبرون کے کرتے رہی ہین پس صاحب ممدوح کے خدمت مین گزارش ہے کہ اون چند امور مین سے یہ امر ہین کہ جو متعلق اس بحث سے ہاز
خلاصہ اونکا یہ ہے کہ ان مورخ کے نزدیک حضرت امام حسین کے عبادت سخاوت امانت دیانت شجاعت مثل اپنی والد بزرگوار حیدر کرار اور جد
مدار جناب سید مختار کے ثابت ہے مگر یہ بہی فرماتے ہین کہ انہون نے سفر کربلا مشورہ عاقلانہ کے خلاف کیا اور یہ تاسف بہی اونکے بیان سے
ظاہر ہے کہ ایسا بہادر کیون ضائع ہوا اور اوسنے کیون نہ بنے طے کی پناہ کو قبول کر لیا اور کیون نہ اوس قلعہ مین سکونت پذیر ہونگے جو
وہان سے قریب تہا اور اوس زمانہ کی بادشاہ اونکے سر کرنے سے عاجز تہی الی غیر ذلک یہ خلاصہ ہی راے حکیم معاصر کا اور ہمارے تحقیق اور
عقیدہ یہ ہے کہ صاحب بہادر کو بالکل اجنبیت ہے اخلاقی حکمت سے چنانچہ اوس علم مین یہ ثابت ہو چکا ہے کہ شجاعت اور حکمت مین تلازم ہے
طرفین سے پس جو بہادر ہے وہ حکیم ہے اور جو حکیم ہے وہ بہادر ہے اور یہ ممکن ہی نہین کہ غیر حکیم مین شجاعت عقلی پائی جائی اور غیر شجاع مین حکمت
حقیقی متحقق ہونگے پس صاحب ممدوح یا حضرت کو شجاع نہ کہین یا اوس فعل مین نادانی کے شبہہ سے اونکے بارہ مین باز آئین اور جبکہ ایسا
وہیج صاحب عالیشان نے خلاف ضابطہ اخلاق کیا تو اجنبیت اونکی اس علم سے معلوم ہوئے تو اب تحقیق حقیقت عالی ضمیر فرض ہوئے کہ کوئی

صاحب ممدوح کے شاید بھی تعلیم مین نہ پڑھے ادنیٰ ادنیٰ مذہبون مین سے جو کوئی کسیکو جواب معقول دیتا ہی تو اوسپر نازان ہوتا ہی ہنود
یہودیون پر کیسا لوگون کو اپنی تالیفون پر فخر و ناز ہو حالانکہ اصول و فروع مین اونکے کہین عقل پر بنا نہیں ہندوؤن وغیرہ کی طرح ساری مذہب
بنا ہوائی اور غصے بناؤن پر اور عرفی خیالون پر ہی وہ کیا اضداد انکا جواب کیا اس قابل کب ہین کہ انکو قابل اونہیں مونہ لگائی خصوصًا وہ کہ جنکے مذہب کے
بنا عقل پر ہو پس مجھے البتہ بڑی خوشی کا مقام یہی کہ ایسے دانا حکیم کے مقابلہ مین جو خود دانا اور دانا قوم سے اور دانا ملک سے ہو پہر وہ ازادے نقلی دلیلون
سے اور نہیں پابند وہ فری اقتدار مین اور مین نادار لیکن ایسیہی کام سے بہت خوش ہوتا ہون متاخر متکلمین مین سے خاقانی جناب غفران مآب ہی کے لئے یہ جامہ
قطع کیا تہا کہ بمقابل دانایان حکمت وہ اپنا مذہب ثابت کرین اور اونکا قطع صرف فرماوین چنانچہ بعض بعض مقام پر عماد الاسلام کے تن تنہا اونہون نے مقابلہ
فرمایا جمہور حکمای یونان کا اور آخر مین انہیں کا بول بالا رہا ہی یا اب ہمین زمانہ کے معتزلون نی طبا کیا ہو ایسا مرون کے انجام دینے کے لئے اور لطف
بحث ہو کہ آیات اور حدیث وغیرہ کہین لا مذہب حکیم کے مقابلہ مین نہ آنے پاوے بجز عقل خالص کے کہ جو مسلمہ فریقین ہی پس یہی ہمارا کام ہو اور ایسے قدم کے
لینے سے ہمارا دل خوش ہوتا ہی اور رواں ہوا ذہن تیز ہو جاتا ہو اور مضمونون کا دریا سینہ مین جوش مارنے لگتا ہی پس مین گزارش کرتا ہون کہ یہاں
کے امر تنقیح طلب یہ ہین ۱ یزید کے عداوت ہمارے حضرت سے کس قسم کی اون اخلاقی تو قسمون سے کہ تمام عالم مین سے کسیکا کوئی فعل اونسے باہر نہیں
جا سکتا ۲ امام حسینؑ کے برخلافی اوس سے کیسے تہی ۳ سفر حضرت کیسا تہا ۴ اونکی موت کیسی تہی ۵ موت قتل سے بہاگنا کیسا ۶
ایسے سفر مین اہلبیت کا ساتھ لینا کیسا اور علی ہذا القیاس اور جب یہ طے پا چکا تو مقام اسکا آیا کہ انہین سے ہر امر کو پہلی طے کرین تو پہر اس مقدمہ
مین واقعی حکم دین ۱ اسکا جواب یہ ہی کہ یزید کو حضرت پر غصہ غضب غضبی اور غضب ہوائی کی قسم سے تہا یعنے یہ دونو ناقص ملتین جمع ہو کے
علت تام فیضا و غضب کے ہو گین تہین غضب غضبی تو اس وجہ سے تہا کہ بنی ہاشم و بنی امیہ مین ہمیشہ سے ڈانڈا مینڈی اور چشمک چلی
آتی تہی اور جب کبھی ایک قبیلہ کو ایک قسم کی ترقی دوسری پر ہوے تو اوسنے اوسکے جواب مین اوس سے زیادہ ترقی چاہی اور انہین سے زیادہ محسود
بنی ہاشم تہی کہ ہمیشہ سے یہ سب خاندان مین سب سے زیادہ لائق اور معزز رہی اور ادنیٰ کو جیسا حسد اعلیٰ کے ہمسر سے کا ہوتا ہی وہ اعلیٰ کو کبہی
ادنیٰ کی بہ نسبت نہیں ہو سکتا پس خاندان یزید نے خصوصًا اوسکے دادا ابوسفیان نے حضرت کے نانا کے شہید کرنے مین کب کوئی دقیقہ اوٹھا
رکہا اگر شبخون والے رات مین حضرت ملجاتے یا مدینہ کے راہ مین غار مین نہ چھپتے اور اونہیں ہاتھ لگجاتے تو اسمین کیا شبہہ ہی کہ امام حسینؑ کے طرح
یہ بہی شہید ہو جاتے مگر زندگی تہی تو ویسی سبب پیدا ہوے اسے طرح ہمارے حضرت کو اگر مہلت ملتی تو ناموسی قاعدون سے یہ سب انتظام کر لیتے
لیکن سوء اتفاق کو کیا کیجیے اکو ویرانہ مین چورون اور ڈاکو کے ہاتھ مین پہنسگئی اور موت مثل باکے موجود رہے اپنے نانا کے طرح تلاش ظاہری
ضرر کے مترتب ہونے سے انکے سفر پر عرفی لوگ اسے برا کہنے لگے اور جناب رسالتماب کے سفر کے نفع ظاہر سے اوسے اچہا کہنے لگے جیسا کہ مدار اونکے
مدح و ذم کا موافقت زمانہ پر اور اسکے ناموافقت پر ہی لیکن اسے دین اور انصاف سے کیا علاقہ یہ تو زبردستی کی بات ہی باقی عاقل تو نہ کہا کو
برائی کیسا اگر چہ اتفاق سی زہر ہو جاتا وہ ادرک کیا تو اکو اچہی ہی کہیگا اگر یہ وہ ہی کیونکہ تہا سو اتفاق سی یہ اچہی بات ہر طرح صاحبی ہو اور برہی ہو اور اچہی جتنی کی قدر کرتے
لگے اور بنی امیہ گو شکست پر شکست تو بنی امیہ کو برابر یہ خالی ہا یہانتک کہ ختم رسالت کے بعد خلافت مین جو خبث کرتے وہی اپنے طرف تو رجوع ہوتے
اتنی ہی غنیمت سمجھی کہ شناس خاندان مین ہو ذرا اس خاندانی بیچ اوپر ہر مین ادہی رہی ابوبکر وغیرہ تو پہر ہی بہ نیم سلسلہ ہے یہانتک عمر کے قتل ندی ہی
اور بلیقین کی مبیرون کے لیاقت سے مہر کہنچی آخر کو وہ بنی امیہ مین کہینچ گئے اور عثمان کو حرص خلافت ہوئی اور سب فسادون کے بنا اور سر انجام

جو کچھ ناموس خلافت کو حضرت امیرؑ کی توبیٹھی ہی چکی تھی اب امن و امان ظاہری کی کھوئی کے بھی کامل فکر کرلے چنانچہ چند ہی روز مین بلوا ہوا اور خلافت
مٹی اور خلیفہ صاحب مارکے گھوڑی پر ڈالدیے گیے اور حق اپنے مرکز پر ٹہرا پھر ابو سفیان کے بیٹے معاویہ نے اپنی اوسی منصب قدیم کے استحقاق پر بغاوت
خلیفہ بحق اختیار کے اور شام کے گوکہ کھوٹی اپنا شریک کرلیا یہانتک کہ اسکے بعد یزید کا جو معاویہ کا بیٹا تھا اور حضرت امام حسینؑ کا مقابلہ ہوا جب
مرحلون کے کہ عثمان ہی کی وقت مین اوسکے سب عزیز بنی امیہ بڑے بڑے صوبون پر مسلط ہوکے مطمئن ہوگیے تھے اور بنی ہاشم ضعیف و مضمحل
ہوتے چلی آئی تھی مگر اگلی دباؤ کے وجہ سے ظاہر کے بات بنی چلی آتی تھی نہین تو فکر یہی تھی کہ ظاہرا کسی حیلہ سے بنی ہاشم کو زک دیجئے اور بدر و خیبر کا
بدلا لیجئے پہونچکے حیلے اور لگا لیئے تھے خون عثمان وغیرہ کے طرح بہر طور غیظ و غضب کا باعث وہ کینہ دیرینہ تھا پس غضب نفسی ہوا اور اشعار
یزید وغیرہ کے اس واقعہ مین لیت اشیاخی ببدر الخ جیسے مؤلفین کے عالمون نے تحریر فرمایا اسیکے موید ہی رہا غضب ہوا سکے پس ظاہر ہی زیدا
کا زیادہ تحقق ان امور مین ہی زر زن زمین و حکومت اور ان سب کی خواہش یزید پر غالب تھی اور حضرت محبت خدا تھی اور اپنا عہدہ برتنی
کے لیئے اونہین کوئی چارہ نہ تھا اوسکے ضد کرنے مین دگرنہ دیانت مین خلل آجاتا پس ہر بات مین وہ اضطراری اوسکے حریف تھی [illegible]
اونکے اصحاب حارج ہوے اوس تک مال پہونچنی مین اور مانع آئی اوسمین اسیطرح حال زوجہ عبد السلام کا جسپر یزید عاشق تھا اور حضرت امام
حسینؑ کا اوسمین حارج ہوجانا اپنے آئین قطعی کے بموجب مورخین مشہود ہی حکومت کے نزاع خود ظاہر ہی کہ اوسمین ملک و مال کے خواہش
شراب و کباب کے لیئے اور حضرت کو ناموس و مذہب عائق و مانع اوسکے عدم مزاحمت سے پس ہوا زر غضب دونو او یہی غیظ و غضب کا باعث
[illegible] کا جواب یہ ہی کہ غضب عقلی تھا وس کے ناشائستہ حرکتون کے وجہ نہ خواہش زر و مال نہ زن زمین چنانچہ اون الیہ عقل کے آدمی کو ممکن نہین
زر و مال کی جو از قسم جمادات ہی خود محبت ہوگی اور نہ خواہش او غصہ مین مدد دیتے کے لیئے بلکہ مال کے تقسیم پر ان کے البتہ محبت ہوگی [illegible]
اسباب اونکا غصہ عقلی نہ ہوا تو کیا ہوا اور موید اسکے سیرت جناب امیرؑ کے اپنے خلافت کے زمانہ مین ہی کہ اونکی بڑی سلطنت پر اتنا یہانتک
کے لیکے گلی کہ جوڑے کے سوا دوسرا جوڑا نرکھا بالشت بہر زمین اپنی لیئے نرکھی کیٹی والون نے جب ہاتھ بڑھایا کہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہین
کتاب اور سنت اور سیرت شیخین پر تو فرمایا کہ کتاب و سنت کا مضائقہ نہین لیکن سیرت شیخین کی مجھسے پیروی نہ ہوسکیگی تم جسے چاہو [illegible]
جب جاکے اونہون نے عثمان سے رجوع کی اور اوس سے یہ شرط منظور کرلی اور اوسکے بیعت ہوگئے اور [illegible] پس ایسی لوگون کو
مال و جاہ کی کس بنا پر محبت ہوتی اور نہ زوجہ عبد السلام وغیرہ کے بابت کہ انہین خود تہوڑی توجہ [illegible] کی طرف تھی بلکہ مقصود صرف یہ
امر تھا کہ حق حقدار کو پہونچائے باقی والسلام اور حکایت اس ماجرے کے بعض مورخون نے اسیطرح سے لکھی ہی حکایت کہتی ہین کہ مدینہ
منورہ مین ایک تاجزادی وقار عبد السلام نامی تھا یہ بخیال تجارت دار الامارہ شام مین گیا اور اپنے بیوی کو مدینہ ہی مین چھوڑ گیا یہ بہت حسینہ
و جمیلہ تھی چنانچہ چرچا اسکے صورت شکل سبہرطاپی کا یزید کو اور شاید کبھی شام گئی ہو اپنی شوہر کے پاس اور وہان اوسکے حسن نے جابلک ولیعہد کو ادنے
دیکھلی ہو بہر طور یہ اوس عورت کے لیئے لوٹ ای کھٹوائی لیکے پڑے یہ پرچا بادشاہ تک پہونچا وہ گرگ باران دیدہ تھی اوسکے جھنگلیان مین ایسے
کہیل پڑے ہوئے تھے اونہون نے فرمایا کہ وہ خاطر جمع رکہے کہ مین عنقریب وصل کے فکر کافی کرتا ہون وہ ناحق کڑھتا ہی پھر اونہون نے کچھ تھی
چوترے جیوا اوسکے فکر مین رہین اور الگ الگ اسطرح سے کہ اونکا لوث نہ ثابت ہوا وسی یہ مشورہ دین کہ معاویہ بادشاہ وقت سے خلعت بڑائی
تو بہر خوب اوسکے بیار کی دوکان چمکے وہ جانے آنے لگا تو معاویہ کے بڑی توجہ اوسپر ہوئی اور بہت کچھ فائدہ ہو رہا کہ اوسکے مدین جگہ اپنا

تعجب ہو ان کے بھی بڑھی کہ واہ واہ کیا خوب راے دی ہی کہ اوسکا اتنا جلد اثر ہوا ہی چند روز کے بعد ایک روز یہ مجلس ہوا سے بیت جبر یزید یوری پر بل
ٹاہنے ہوئے برآمد ہوے تھوڑی دیر کے بعد فرمانے لگے کہ گہرین بہت مضطر ہین کہ یزید کے بہن کے شادی کر دون اور یہ خیال مین کوئی عورت
یا قت نہین اتا بجز عبد السلام کے لیکن افسوس ہی کہ اوسکے زوجہ ہی اور یہ بد بار تمام کی بات و زبان سے نکلتی ہی کو نہون جز وئے عبد السلام کے دوست تھے
بہت دینہ گیا اور شہر بشیر بھی شتہ یک جو گئے یہر ب نے ایک منہ اور ایک زبان ہوکے اوس بچارے عقل کی مار سے کو یہ رای دی کہ اپنی زوجکو ایک
نشستہ مین تین طلاق بائن دی اور اپنا حد گواہان شاہدان مہر ان وغیرہ سے مکمل کر کے معاویہ کے پاس پیش کرے اور اوسے اوسکے بیٹی کا بیاہ
مانگے اپنی ساتھ الغرض اسنے بہت جلد کاغذ لیا کہ اوس بعلم مین دیا اور خواہش یزید کا بیاہ مانگا چنانچہ اوس وقت وعدہ تحقیقی ہوا اور وہ کاغذ بطور امانت
معاویہ نے حضرت طراح بن عدی بنی الله عنہ کو دیا و مخفی مدینہ بہیجا زوجہ عبد السلام کے پاس مع اوس جعلی طلاق نامہ کی چنانچہ یہ ایک زمین چڑہی ہو تے
ہو کہ اوس کے او سے ساتھ نے پرچھکے مار ون اکرکے مدینہ مین پہونچی وہان سب کے پہلے زیارت کو اپنے امام کے گئے حضرت نے فرمایا کہ کس کام کو آئے ہو انہون نے
سب سرگزشت اپنی حضرت سے دہرائی حضرت نے فرمایا کہ تم اوس عورت سے میری خواستگاری اور نسبت کا بہی ذکر کرنا او نہون نے کہا اب یہ جو تشیم ہیجے
اوس جلیس کے یہان گئے او کہا کہ مین پیاپ ہون بادشاہ وقت معاویہ کا اور وہ تجھسے بیاہ مانگتے ہین اپنی ولیعہد یزید کا اوس عورت نے کہا کہ مجھے عبد السلام
کیا کہتا کہ وہ میرا چاہنے والا شوہر ہی طراح نے کہا کہ اونکی چاہت کا تو یہ رنگ ہی کہ اونہون نے شام مین یہ اندہیر کیا کہ تمہین بائن طلاق دیدیا یہ خلاف اونکے
یہ دیکہکے وہ وہم الہم ہو گئے پہر کہنے لگے کہ معلوم نہین کہ کیا پیچ پڑا نہین تو عبد السلام ایسا آدمی نہ تہا طراح نے کہا کہ حضرت امام حسین بن علی طالب ابن تمہارے ہی آئے
کہا کہ میرے تو عقل دنگ ہی آپ اوس سیدہ جانبدیدہ مین آپ ہی رای دیجئے کہ مین کیا کرون فرمایا کہ اگر دنیا چاہتی ہی تو یزید کا ساتھ دے اور جو دین
چاہتی ہو تو حضرت امام حسین کا اسنے کہا کہ مین دین ہی کی طالب ہون اور معاویہ کو انکار محض لکہکے طراح کے ہاتھ شام کو روانہ کیا اور حضرت امام حسین کو اپنی ارادہ
سے واقف کیا از بسکہ زمانہ عدہ اوس حیض حیض مین گزر چکا تہا تو فوراً حضرت نے اوس سے عقد کر لیا اب یہان یہ اتفاق ہوا کہ عبد السلام جلدی تیار ہو
فرمانے وہ عدہ مین اور بہی رہی آخر کو اونہین جواب صاف ہوا جب تو وہ اپنا سامنہ لیکے مدینہ روانہ ہوے گہر پہونچکے دیکہا کہ گہر تو خالی ہی تنہا تہا کہ پراہ
لیکن گہر والی ندارد آخر کو یہ پوچہنے پاچہتے حضرت کے ڈیوڑہی پر پہونچے اور عرض کی کہ کئی تہیلیان جواہر کی میرے امانت ہین اوسکے پاس حضرت نے اندر
جاکے خبر کی اور پردا ڈالکے بلایا اور ضروری کلام کی اجازت دی پہلی انہین ہمہرے تنکو سے او رگلے رہے آخر کو وہ سب تہیلیان دین اور عبد السلام
رخصت ہوا لیکن روتا ہوا جدائی پر اوس عورت کے اور وہ عورت بھی پس پردہ سے رو رہی تھی جب وہ ڈیوڑہی تک پہونچا تو حضرت نے واپس بلایا
اور یہ فرمایا کہ تو نے تین طلاق دیکے اسے بائن کر دیا تہا یہ تغیر غیر شخص کے عقد مین آئی ہوئی تجہپر حلال ہونیکا اور جو کوئی اور ایسے خوب صورت ذی حق
سیرت عورت پاتا تو وہ پہر دست بردار کیون ہوتا کہ تجہ تک نوبت پہونچے اسیلئے مینے تیرے امانت کی حفاظت کے تیرے فائدہ کی نیت سے کہ حقدار کو
حق پہونچجائے نہ اپنی خواہش نفس سے تیرے محروم کرنے کے لیئے اب مین خوشی سے اوسے طلاق دیتا ہون بعد انقضاے عدہ تو اوس سے شوق
سے عقد کر سکتا ہی میرے عین خوشی ہی پہر حضرت نے طلاق دی اور عدہ کے بعد اوسکا اوس سے عقد کر دیا یہ حیلے معاویہ اور یزید ناری اور آگ پہ
لوٹنی کر عداوت اور ضد سے کرتے ہین خود رکہنا منظور تہا اوسپر بہی میری ہاتہ سے کہو کے اسے دو ضد سمجہا اور یہ اپنی عہد کا پورا کرنا کہ مظلوم
دیکہو تو ذری کے جنگل سے چہٹکا رادین اور حیوانی اور ہوائی فریب معاویہ و یزید کے پہنسی کے لیئے انسانی اور عقلی بکر کرین کہ خدا اور خاصان خدا
سے بچہ کے کون عقلی بکر کرنے والا ہی واللہ خیر الماکرین ۔ ۳ ۔ تیسری کا فعل یہ ہی کہ یہ سفر حضرت کا فعلی تہا جب اکہ جناب رسالتماب کا سفر مدینہ کو با جرت

موسی کا مر گیا، نہین تاتون اور شرطون کے موجب کر چکے تفصیل علم اخلاق و ناموس وغیرہ سے ہجرت عقلی کی بحث مین لکھی جاتی ہے اور یہ کا خلاصہ یہ ہے
کہ حضرت کے قیام مدینہ مین ضرر عام تھا اور سفر کربلا مین صلاح عام تھی پس کوئی چارہ بجز سفر کے نہ تھا چنانچہ حضرت نے بیوفائی اہل مدینہ کا حال حضرت امام حسن
کے دفن وغیرہ کے بابت تجربہ کر چکے تھے اور کوئی اونسے اچھی امید باقی نہ تھی بلکہ سراسر خطر تھا پس خواہ مخواہ وہ حضرت کو ستانی یا فساد دست کش رہتی
اور اس وجہ کفر بدنامی دنیا اور عذاب آخرت اوٹھاتی اور ولید مروان وغیرہ چھیڑ کر رہا چکے تھے اور قطعی حکم پائی ہوئی تھی کہ بیعت لو یا سر بھجو تو بڑے وسیع
زار اور خواہشی لوگ ایک نہ ایک دن خون ناحق کرتے اور مدینے والی ظلم کے مددگار اور ولید وغیرہ ظلم مین مبتلا ہوتی اور خود حضرت انتظام مین اور سب بنی ہاشم کی
سعی بھی انتظام مین پہنچتے خود خانہ نبی کے لوٹ ہوتی جیسے اونکے مسجد مین گھوڑا باندھے گئے اور بہت سے خرابیان لازم آتین اور بیعت اوس وقت
کی کسی طرح ممکن نہ تھی اسلیئے کہ کوئی اوسکا ثمرہ باقی نہ تھا کہ مصالحہ کا انجام بھی موت کا ہوتا ذاتی تجربہ مین آچکا تھا حضرت امام حسن کی بارہ مین پس بستر
کے موت مین کیا فائدہ تھا بقول شاہ مردان شیر یزدان کے لالف ضربة علی راسی اہون علی من میتة علی الفراش یعنے ہزار وار بر تلوار
سرو ہون کے میرے سر پر سہل معلوم ہوتی ہے بستر پر کے موت سے کہ چلا چل دست آرہی ہین گو موت مین آسانی پڑی ہین عورتون کے طرح
دم توڑ رہا ہین لیکن یہ سب اوسی حد تک تو تھا جبتک عقلی خودکشی لازم نہ آئی پس جہانتک سہل طور سے علاج ہو تو شکل کیون اختیار کرتی پا
سفر جو زحمت اور قطع فیض مین کم تھا اوسے مقدم رکھا اور یہ چاہا کہ سفر سے اس بلا کو ٹالیئی پہر ملک سب تھی کس مین جاتی اور کیا کرتی اور کس
مرجح سے ایک کو دوسری پہ ترجیح دیتی پس تعارف قدیم اہل کوفہ اور ظہور اعانت کا اونسے و نسبت حضرت امیر اور تخلیص اونکے اون ظلمون سے
بنی امیہ کی کہ جسمین وہ صلح حسنی کی بعد مبتلا ہو گئے اور مہدی کا طالب ہدایت ہونا اور ہدایت کا اپنے ذات مین منحصر ہونا اور ناموس سلطنت کا پہر
دنیا مین قائم ہو جانا اور کسی مفسدہ کا کوفہ مین موجود نہ ہونا باعث اس کا ہوا کہ حضرت نے ثبات کو اپنی مصدر مناسب جانا پہر کچھ ہی انجام ہو اور
کیونکر وہ ایسا نکرتے کہ وہ حجت خدا تھی رہا شبہ ضرر موہوم کا سفر کوفہ مین پس وہ ضرر موجود مدینے کے برابر کسی طرح نہ تھا اور عراق مین ہر طرح سے
بہبودی کی امید تھی کہ وہ ڈانڈے پر عجم کے واقع تھا اور عجم مین اسماعیل بادشاہ عرب کا بیٹھا ہوا نہ تھا کہ جسمین زیادہ خطر ہوتا پس قرب کی وجہ
سے وہان کے ہجرت یا اونکی مدد سے بھی کامیاب ہونا ممکن تھا خصوصا بنظر خصوصیت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت حارث
ہمدانی رضی اللہ عنہ کے اور خصوصا بنظر قوم حضرت شہربانو رضی اللہ تعالی عنہا کے اہل فارس سے تاہم حضرت نے سفر حج فرمایا حالانکہ اوس وقت جب
نہ تھا اسلیئے کہ قبل اوسکے بہت سے حج فرما چکے تھے کہ مدینہ کے باشندہ تھی کہ جو قریب مکہ ہے اور اعتدا زہد تھی پس قبل بلوغ سے بار بار حج کو جا چکے
تھے لیکن اس مصلحت سے کہ بنی امیہ کے گوئندہ اور ڈوہی نکر مین نہ ہین اور مناسک حج مین مشغول دیکھکے چندے مطمئن ہو جائین اور ضرر سے
باز رہین اور یہ سمجھی کوفی کیطرف جانے مین بہت سے اندیشہ تھے پہر حج فرمایا اور آثار غفلت کے مناقضات سے پائی تو اپنی حج غیر واجب و لازم
کو عمرہ مفردہ سے بوجہ تعید بدل کے بعجلت جانب واجب کی طرف چلے کہ یہ سب حج مین مشغول رہین اور رہزنی نکر سکین اور مین کوفہ پہنچا
لیکن شیطان اون سے اونکا کام پورا کرا چکا تھا اور وہ کمین مین تھی اور راہ مین جب مطلع ہوئے قریب پہنچکے شہادت حضرت مسلم
مدینہ پہونچا اوس قدم خطرہ مین تھا یہانتک کہ اونکے لشکر دن ہی مین گھر گیئے ع کا حل یہ ہے کہ اونکے موت عقلی تھی کہ ہوائی اور غضبی
کی کوفی کے پیلے اور ناموس سلطنت کے قائم کرنے کے لیئے اور خلق اللہ کے خیر خواہی کے لیئے اور اپنے عہدہ کے برتاؤ مین اپنی جان
اس سے بڑھ کے کون موت ہوگی کہ خدا کے لیئے اور اوس شقی کے سلطنت کا غیر عقلی بلکہ ہوائی و غضبی ہونا اور اسکی تاریخی کا زبان سے او

سلطنت کا ناموس سلطنت ہونا انکی خوش اخلاقیون سے اور انکی بزرگون کے ناموس سلطنتون سے صاف ظاہر ہے جیسا کہ اونکے بزرگون کے بہی ہوا ہے
ریاستون سے اونکے سلطنت کا غیر عقلی ہونا ثابت ہوتا ہے پس اخلاق کے کامل عقیدہ کے یہی معنے ہین کہ اونکے لیئے آدمی تو اپنی جان کو جان سمجھے نہ اونکی
جان کو جان سمجھے کیا انکی وقت کی انتہا والی انصاف کی پابندی مین مارے نہین گئے جسکا ذکر قران شریف مین مکرر ہی کیا اونکی عزت خدا اور رسول اور
باخدا لوگون کی نزدیک اس سے نہین بڑہی پس اونہون نے جو اون سب سے بڑہ کے جفاکشی کی تو کیونکر وہ سب سے بڑہ کے نہونگے ضرور ایسے
ہی ہونگے کہ مدار کمال لیاقت ذاتی پر ہے اور خدا عادل ہے کیا جو لوگ اپنے محسنون کے حق ادا کرنے کے لئے موت پر چہاتی ہین اور آپکی عمدہ کی
برتری مین اپنی جان گنواتی ہین تو کیا کوئی دانا اونہین نادان کہیگا کبہی ایسا نہین بلکہ کامل حکیمون نے اون کے تعریف کی ہے ہان ہوائی عقل کہ
جو گمہیا راحت اور لذت فانی کی ہوتی ہے ہر حال مین زندگی ہی پر مرتی ہے لیکن ہوائی عقل چوردن اور ڈاکوؤن کی عقل کی طرح ناجائز
و مذموم ہے نہ جائز و ممدوح پس خدا ایسے عقل سے خوش اخلاقون کو محفوظ رکہی اور یہ ہوائی لوگون کو مبارک رہے پس علم و حکمت سے کہ اتنے
چیز بڑہ کے ہوگے اس باب مین کہ اوس پر سے اپنے جان واری کہ جان کا فائدہ شخصی ہے اور حکمت کا نوعی اور صلاح عام تعلیم عقل مین صلاح خاص سے
بڑہ کے ہے اور اسی وجہ سے جب انیطس و ملیطس نے حکیم کامل سقراط پر الزام بے دینی کا افترا کیا تو اونہون نے کچھ پروا نہ کی اور اپنی جان عزیز کو حکمت سے عزیز
نہ کیا اور مطلق اونپر ہراس طاری نہ ہوا اور حکیم افلاطون اور حکیم کراتی طو اور حکیم فیدو کا سمجہنا بجہانا نہ مانا اور نہ زندان اور [illegible] پر اپنی زوجہ بچی
کی اور اونکے دودہ پیتی بچی کی نظر کی اور حکمت ہی کی اعتبار کو جان پر مقدم رکہا پہر حکمت ناموس کا تو کیا ذکر کہ حکمت جسکا ایک جزو ہے اور اس مین کیا
شبہہ ہے کہ اس شہادت سے کسقدر عزت اس تعلیم پاک کی ظاہر ہوئی کہ دوسری یا پہلی پشت مین ایسا پابند اوسکا پیدا ہوا کہ وہ ایسی آفت مین پہنسا
اور اوس آپ دباپ کے وقت مین کسی ادنی سے بات مین بہی اونسے سر مو فرق اپنے آئین سے نہ کیا پس اگر یہ نبی منافی بات ہے تو کہو کہ اوس سے زیادہ محرم راز
ہوتی ہین حضرت امام حسین ع سے پوشیدہ نہ رہتے کہ وہ اپنی نانا کے سامنے ہوش سنبہال چکے تہے اور اونکے تعلیم یافتہ اور صحبت یافتہ تہی جہوٹ پر
کبہی اونسے ثبات ظاہر نہوتا جہوٹ کی بہی کہین پاؤن ہوئے ہین چنانچہ تفصیل اسکے مواعظ جونپوری وغیرہ مین ہے بلکہ انصاف یہ ہے کہ اصحاب حضرت
کیسے دیندار اور خوش عقیدہ تہی کہتے ہین کہ جب عتبہ یا شیبہ نے حضرت عبیدہ کا پاؤن کاٹ ڈالا بدر کے لڑائی مین تو حضرت امیر ع و حضرت حمزہ نے
حملہ کرکے اونہین چہڑا لیا اونکے قاتل سے اور اوسے واصل جہنم کرکے اونہین اوٹہا لیگئے اور حضرت کے سامنے لٹا دیا اور حضرت عبیدہ کے موت پر
مردنی چاگئی تہی اور اونکی پنڈلی کی ہڈی کا گودا بہہ رہا تہا اور جناب رسالتماب متاسف و آبدیدہ تہے کہ عبیدہ نے عرض کی کہ اگر آج حضرت ابوطالب
زندہ ہوتی تو مجہے دیکہتے اس حال سے اونکی آنکہین ٹہنڈی ہوتین اور اونپر سچ ہوتا اونکے ان شعرون کا کہلنا کہ ع کذبتم و بیت اللہ نخلی محمدا
ولما نطاعن دونہ و نناضل + و نسلمہ حتی نصرع حولہ + و نذہل عن ابنائنا و الحلائل + جہوٹ بولے تم اے قریش قسم ہے خدا کی گہر کی کیا ساتہہ چہوڑ
دینگے ہم محمد کا اور نیزہ بازی اور تیر اندازی اونکی طرف سے نکرینگے اور کیا نہ مدد کرینگے اور نہ بچالینگے اونکے اس حد تک کہ کٹی پڑی ہون ہم اونکے
گرد اور بہول جاوینگے ہم اپنے پیارے لڑکے بالون اور اپنی بیبیون سے **حقیر کہتا ہے** کہ نبی ہاشم نے حضرت کے وقت مین تو اسکا نمونہ ہی دکہایا
تہا اور کربلا مین تو اونہون بلکہ غیر لوگون نے اصحاب حضرت سے وہی کر دکہایا بلکہ اوس سے بہی بڑہ کے غور کے بات ہے کہ بعضے قسمین موت کے
فی الجملہ آسان معلوم ہوتی ہین ظاہر مین جیسے رگ جان کی فصد کہلوا لینا اور خون بند نکرنا پس حکیم کامل سقراط کا صبر کرنا زہر کے پیالی پر جبر حکام
وقت سے جو انیطس و ملیطس کے معتقد تہی ایسا مشکل نہ تہا جیسا بہالون اور تیرون کے ہچکولون پر رہ رہ کے تحمل کرنا پس کیا نسبت تہی شجاعت

اخلاقی کو سقراط حکیم کے شجاعت ناموسی سے اور ایسی حکیمون کی جو محبت خدا کی سینہ سپر نہی تہی حضرت کی نماز عاشورا کے وقت اور جو تیر اونکے سینہ پر
آتی تہی وہ آتی تہی اور جو نہ آتی تہی شوق شہادت مین جہاک جہاک اونہین اپنی بدن ناک پر روکتے تہی حالانکہ درد اور دکہ ایسی بری چیز ہی کہ ایک ناخون
مین بہی ہو تو اوسکے وجہ سے ساری جان بے کل ہو جاتی ہی [illegible] کامل یہ ہی کہ موت عقلی سے بہاگنا حماقت ہی اور پابندی ہوا وغیرہ او جوش اخلاق
کبہی اوس کے قریب بہی نہ کہڑا ہوگا اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ دنیا کی سب چیزون مین اگر فائدہ ہی تو ضرر بہی ہی پس جو چیز آدمیکو ملجاے تو اوسکے
فائدہ اوٹہاوی اور جو نہ ملی تو فائدہ انکو سوچکے نہ پچہتاوی بلکہ اوس چیز کی ضررون پر نظر کرکے اپنی تسکین کرے مثلاً وہ مال اگر مجہے ملتا تو جان جنجہٹ مین
پڑتی کہ اوس کے حفاظت کرتا پہر چوری چکاری کا بندوبست کرتا پہر اگر نہ دیکہتا بہالتا تو وہ گلتا یا خراب ہو جاتا اور جو دیکہتا بہالتا رہتا تو وقت
بہی ضایع ہوتا اور جو کوئی جانجاتا تو شاید زہر کہلاتا تو مال کی ساتھ جان بہی جاتی نہین تو کہین [illegible] سے پڑا رہتا تو خوب ہوا نہ ملا
سر کی بلا ٹلی جب جاکے مرتبہ رضا بقضاے الہی کا حاصل ہوتا ہی اور یہ عقیدہ اگرچہ بتقلید یا اس اعتقاد کے وجہ سے کہ خدا عادل اور حکیم ہی پس کوئی
کام اوسکا مصلحت سے خالی نہوگا گو ہمین پسند نہ آوی یا لم اوسکی ہمارے سمجہہ مین نہ آوی حاصل ہو سکتا لیکن [illegible] جب جانچ کر [illegible]
ضرر اور خرابیان دیکہی یا کسی جانچوالے سے اوسے پوچہے بلکہ اگر کوئی چیز مفید حاصل ہو تو بہی اوسکے فائدون پر نہ اترائی اونکی فنا اور بے ثباتی پر نظر
کرکے اور جو جاتی رہی اوس سے دل تنگ نہو ایسی ہی لحاظون سے تاکہ وہ خلق کامل تحکیم ہو اور ہوس اور صدمہ و رنج حیوانی کا حاصل ہی کہ جو ناہو
پاک کے اس تعلیم نے ہمین سکہایا ہی کہ کیلا تاسوا علی مافاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم یعنے کچہہ افسوس نکرو اوس فائدہ پر کہ جو تمہارے ہاتہ سے جاتا رہا
اور نہ اتراجاؤ اوسپر کہ جو تمہین ملگیا کہ دنیا اور دنیا کے فائدے ضرر سب ہیچ و پوچ ہین اور ہر نوش کے لیئے ایک نیش در پیش ہی بلکہ اپنی تین دنیا
کیطرف سے لاابالی بنادی کہ اگر ملی تو بہی نہ پہولو اور اوسکے ساتہ اپنی جان کہونا یعنے چہ او رکیونکر ایسا نہو حالانکہ یہ عالم عالم کون و فساد ہی کہ ہرایک اسمین وجود
و عدم اور ہستی نیستی اور بننا بگڑنا آپس مین دست و گریبان ہین اور حکماء فلسفہ نے لکہا ہی کہ جیسا طبیعت شخصی کا مقتضی وجود فرد خاص کا ہی اوسی
طرح طبیعت کلی اور اخلاء امکان وغیرہ کا مقتضا اوسکا عدم ہی پس ہر نفس کو چارہ موت سے نہین تو ایسے چیز سے کیا بہاگنا اور کیا پسند آتا ہی مجہے وہ
کلام حجت خدا جو عاشورہ کی شب کو حضرت نے ہتیار صاف کرتے کرتے اور اونپر باڑ دہرتے دہرتے فرمایا ذیل مین کچہ اپنی آبدار اشعار کے سے
اذا کانت الاجسام للموت انشاءت + فقتل امری بالسیف فی الله اجمل + یعنے جبکہ بدنون کی نبوٹ موت ہی کے لیئے ہوئے ہی تو آدمی کا تلوار
ہی سے مارا جانا خدا کے راہ مین مناسب ہی اور ظاہر مین تو یہ بہت بڑے بہادری کی بات ہی لیکن غور سے دیکہنے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اوسکے
بڑہ کے یہ حکمت مین ڈوبا ہوا ہی اور اوسکا بہت بڑا اثر ہی اور اسکا یہ سبب ہی کہ یا تو موت سے نہ ڈریگا وہ شخص کہ جو بالکل نفع و ضرر کے خبر نہ رکہتا ہی
پس وہ نہ تو حیات کے فائدہ پر لحاظ کریگا اور نہ موت کے ضرر پر اور محل اور بے محل جان دینی پر موجود ہو جائیگا اور ہتیلی پر جان لیئے لیئے پہریگا
اور یہی حیوانی جرات ہی جسے عوام اور اہل عرف جرات جانتے ہین اور اکثر ایسے لوگون کے موت ہوا یا غضب کی بابت ہوتی ہی اور جو متوسط عقل
رکہتے ہین اونکا کام موت سے ڈرنا ہی کہ وہ فی الجملہ حیات کے خوبی اور اوسکے فائدہ جانتے ہین اور کما حقہ اوسے یا موت کو اور اوسکے انجام
کو نہین پہونچے اور بہ زندگی کی ظاہری فائدون پر نظر کرکے اور موت کے ظاہری تہلکے پر اوس سے ڈرتے اور ہراس کرتے ہین خصوصاً اس صورت سے کہ اب دنیا کے
مزے کیونکر ملینگے اور لازم ہی ایسے لوگون کو محرومی عالی ہمتی کرنے اور بچے رہین جو کہم کامون سے [illegible] پڑنے سے جیسا کہ جناب امیر نے کہا تو
مین فرمایا کہ قرنت الہیبۃ بالخیبۃ یعنے ناکامی ڈرنے کے ہم نشین بنادیگئے ہی اور جو لوگ کہ پوری بوری جانچ ہر چیز کے رکہتے ہین اور بے ثباتی کو دنیا کے

اور حقیقت کو موت وحیات کی اور ہر ایک کی موقع اور محل کو جانتے ہین وہ حیات کے عقلی محل پر موت سے عشق و محبت کرتے ہین اور موت کی عقلی محل پر
حیات غیر عقلی سے اور ایسے ہی فرقہ کو عقلی شجاعت حاصل ہوتی ہی اور اونکی دانائی کو مستلزم ہوتی ہی کہ جیسے بغیر محل و موقع دیکھنا بقا و فنا کا موقوف دانائی
پر ہوتا ہی اور ایسے اعتقاد اور سمجھہ کا آدمی محض موت سے کیا ڈریگا حالانکہ وہ جانتا ہی کہ بغیر موت کوئی چارہ کسی ذی حیات کے لیئے نہین پہر اوسمین کیا کچھ
کیا باقی ہی کہ دنیا اور اوسکے سب لذتین فانی ہین اور حقیقت مین وہ نعمتین بہی نہین بلکہ دفع الم اور علاج مرض ہین پس سیری خود کوئی لذت نہین بلکہ
جو ضرر بہوک سے ہوتا اوس کا نہونا سیری ہی اسیطرح سیرابی پیاس کے ضرر کی اور ایذا کی رفع و دفع ہونیکا نام ہی اور اسیطرح سے اور بیان کی لذتون کا
حال ہی حالانکہ حقیقی لذت وہ ہی کہ انتہا ہو اونکا او ابتدا محض ہو اونکی جو ہرتون سے حاصل ہو چکے ہین پاس سی کام نکل جاتا ہی نہین تو بڑی دشواری ہوتی مثلاً
لباس ہی کہ زینت و راحت وغیرہ تو ہی مگر اوس کے لیئے دہونے کی حاجت اور دہوبی کے اوسکے دہونے مین پانی اور صابن کے اور پانی کو کوین وغیرہ کی اور
کوینکو رسی وغیرہ کی اور رسی کو بٹنے والی اور سوت وغیرہ کی اور علے ہذا القیاس اور صابن کو اون اجزا کی جنسے وہ بنتا ہی اور اون اجزا کو اپنی اجزا
کی اور علی ہذا القیاس پس ایک ادنی سی بات مین کتنی جہنجہٹ اور کہٹراگ ہین کہ جس کے دہیان سے آدمی کی عقل دنگ ہو جاتی ہی چنانچہ حضرت آدم کو
ابتدا مین ایک ایک ادنی کام کے لیئے بڑے بڑے حرج کرنا پڑے جیسا کہ بعضے حدیثون سے ثابت ہوتا ہی پہر باوجود اسکے اگر فانی لذت ہوئی بہی تو کس بیلا اور کتنے
ویسے مثلا مزے کا کہانا کہایا تو کتنے دیر تک وہ موزہ مین رہ سکتا ہی پہر آخر کو کچھ نہین جیسا ابتدا مین کچھ نہ تہا پہر وہ اوسکا آنا فانا رہنا برابر ہی اسیطرح
اس دنیا کے سب چیز والی اور پہیل نعیتی اور ہنوت مین گہرے ہوئے ہین تو وہ سب ہیچ و پوچ ہوئین خود آدمی کو دیکہو کہ اگر نہ پیدا ہوتا تو بہی کچھ نہ تہا جو اوسکا حمل
رہ کے ساقط ہو جاتا تو بہی وہی عدم تہا بجز اسکے کہ پہلا عدم بے زحمت تہا اور یہ کا عدم زحمت حمل وغیرہ کے ساتھ ہوا پہر اگر پیدا ہو کے مرتا تو بہی وہی عدم تہا
بجز اسکے کہ اگلی زحمتون کے ساتھہ زچاخانہ کی جان جوکہم زحمت بڑہ جاتی پہر مصارف کتنے بڑہتی حمل و وضع حمل و زچاخانہ اور دوائی کہلائی اتا وغیرہ
کے پہر اگر دودہ بڑہ کے مرتا تو عدم تو وہی تہا مگر اگلی زحمتون اور صرفون کے ساتھ دودہ بڑہائی کے مصارف اور اتنے دنون کے بیماریون کے مصارف
اور ٹہنک ٹہنک او زیادہ انس اوس سے بڑہ جاتا اور جو جوان ہوتا تو ختنہ اور شادی کی زحمتین اور مصارف تو بڑہتی پہر آخر مین وہی عدم پہر اگر
بوڑہا بہی ہو جاتا تو اور اپنی لڑکے بالون کے مصارف اور یہ سب زحمتین خود بہی اپنی سر لیتا اور اپنی بزرگون کو بہی دیتا اور آخر مین پہر وہی عدم اور
بالفرض اگر مان باپ کے بعد جیتا رہتا تو یہی اوس کیلئے وہی عدم تہا سامنے والدین کے ہوتا تو ہوتا علم و یقین تو اونہین حاصل تہا کہ ایک
نہ ایک دن بہی عدم اسکا انجام ہی پہر اگر سلسلہ اولاد بہی اوسکا قائم رہتا تو تا کی آخر کو جب پشت مین جاکے لاولدی کا دہبا لگتا اوس پشت سے حضرت
آدم تک یہ معلوم ہوتا کہ اینٹین جڑے ہوئے کہٹری تہیں ایک ٹہوکر مین یہان سے وہان تک کچھ نہ رہا اور اخیر مین بہی وہی اون سب کا عدم دکہائی دیگیا
کہ جو ابتدا مین تہا پس اگر نہوتی تو کیا تہا اور ہوئی تو کیا ہوا بجز زحمت کے ہان اگر اس بچے اون کے حرکتون کا کچھ چرچا رہجاتے تو رہجائے تو وہ بہی تابکی
اگر وہ ج کتابہ بہی ہوا تو اول تو اوسے اوس سے کیا پہر وہ کتاب بہی کب تک رہیگی آخر کو منزور کرم خوردہ ہو کے بالکل سٹرکی فنا ہو گی پس آدمی ہوا تو کیا
ہوا اور جیا تو کیا جیا اور لذت اوٹہائی تو کیا اوٹہائی سب ہیچ و پوچ ہی پس اولاد کے ہوس کیا چیز ہی یا اوسکے مرنے کا کیا غم ہی وہ تو ہر طرح سے مرنے
آج نہین کل اپنی سامنے نہین اپنی بعد پہر وہ ہو کے تو کیا ہو گی اور کیا فائدہ دیگی بجز زحمت بڑہا دینے کے پس بے اولادونکو یہ موقع اپنی برضا اپنی نہیکا
مقام نہین کہ کیسی زحمت سے اون کے اور کچھ اور جاندارون کے جان بچی اور اسی طرح جو لوگ خود مرتے ہین جیلی پر وہ کیا سمجہی ہین اور کیون اوسکے
تمنا کرتے ہین ایسے لیئے یا اپنی اولاد یعنی کے زحمت بڑہا کے پہر اوس جانشی کو فلان مین پس کیا یہ کہ ممکن ہی کہ عاقل آدمی عقلی موت نہ چہوڑ کے یہ چاہے

کہ تو موت مین لتہڑ کے جو وکیطرح بستر پر پڑا پڑا اون اپنے کا اگر ایسے تمنا کریگا اور زندگی چاہیگا تو پوچھا جائیگا کہ کس لیے پہر اگر اوس نے کہا کہ لذتون کو
لیے تو کہا جائیگا کہ لذت سے کیا فائدہ پہر اگر وہ کہیگا کہ دل کی خوشی تو کہا جائیگا کہ اوس سے کیا فائدہ پہر اگر وہ کہیگا تا زندگی روح کہا جائیگا اوس سے کیا
فائدہ جبکہ اوس کا انجام ہی ایک نہ ایک روز فنا ہے اور اسی وجہ سے جب حکیم سقراط نے حکام وقت سے سزا دینے بحث کی کہ میرے قید اور جرمانہ اور جلاوطنی
سب مجھے نامنظور ہے کہ یہ سب اصول حکمت کے خلاف ہین اور مین اوسکا پابند ہون پہر مین نے [illegible] وجوہ قبیح عقلی کے بیان کیئے اونمین سے ہر ایک مین اونہ
موت کو اپنے حق مین سب سے زیادہ آسان بتایا تو یہ مانا لیکن تمہارے حاکمانہ طور ثابت ہوگی کہ تخمیناً ستر اسی برس کا سن میرا ہو چکا ہے قبر مین پانو
لٹکائے بیٹھا ہون پرانا تحریری ہو رہا ہون آج نہ مرا کل مرا اس مین کیا فائدہ ہوگا تعمیل نہ تعمیل کے اور میرے فیض کے مسدود کرنے مین اور یہ
سب اس سبب سے کہ جب ہم موت کو نظر عرفی سے سرسری [illegible] دیکھین اور اوسی عدم محض جانین جیسا کہ حکیم ارسطو وغیرہ کا دہیان تہا جب انہون نے قیدخانہ مین
حکیم سقراط سے بحث کی ہے [illegible] ہی موت [illegible] کی اور حکیم سقراط نے برتقدیر تسلیم کہا ہے کہ اس بنا پر تو موت ایک گہری اور غافل نیند ہوئی
پس اوس سے کیا ڈر دیکھو کہ جیسے کیسے رنجون اور صدمون مین ہوتی ہین اور جہان سو گئے تو جاگتے وقت تک سب بکہیڑون سے نجات ہی
اور اگر ہم خرابی بدن کے بعد بقاء نفس کے قائل ہون جیسا کہ فلاطون اور اسا سون کے قطعی تعلیم ہے اور دقیق نظر کا مقتضا ہی اور حکیم سقراط
نے جس پر عقلی قطعی دلیلین قائم کرکے اور اونکا قطع عذر کرکے ثابت کردیا ہے مین اپنی قتل کے دن جب کے قاتل زہر ہلاہل پیالہ مین گہولتا جاتا
تہا اور سقراط پر تاکید در تاکید تہی کہ یہ زہر بارد اور سرد ہے اور تمہاری کلام کرنے سے اشتعال غریزی حرارت کا ہوتا ہے بد تاثیر نکریگی اور
وہ کہتی تہی کہ اس حکم کے تعمیل مجھسے نہوگی کہ ایک بڑا مسئلہ بقاء نفس کا ناتمام رہجائیگا کہ جو آخیر تعلیم یادگار رہیگی میرے شاگردون ہے اور وہ
میرے فیض سے محروم رہجائینگے پس رفاہ عام کے بدلے فساد عام کے صورت نبہ جیگی اور رہ وہ اصول حکمت کے خلاف ہے اور مین اوسکا پابند
ہون ہان تمہین اپنی فعل کا اختیار ہے کہ تم مجھے [illegible] زہر دینا کہ قوی تر تاثیر ہو اور بڑی حواس اور اطمینان اور بشاشی سے جنمین ایک
گہٹنا ٹھنڈی کے تلے رکہی ہوے اور دوسرا پاؤن تخت کے نیچے لٹکائے ہوئے بیان کر رہی تہی جن دلیلون سے حکیم فیدون نے بڑی سے مسئلہ
بقاء نفس مین تیار کر لی ہے اور اگر غرابت مقام مانع نہوتی تو کچھ دلیلین اون مین سے لکہی جاتین لیکن اب اختصار مناسب ہے اور اوسکا
مطالعہ کتب مبسوطہ پر ہمارے محول ہے اور بہر کیف اس قول پر تو پہر فنا کا بہی ڈر نہ رہا اور اسی لے جب کہ اسطوانی پوچہا ہی کہ اے
سقراط ہم تمہین کہان دفن کرین کچھ وصیت کردو کہ تم دم نزع مین ہو تو سقراط نے کہا کہ تم مجھے تو کہان پاؤ گے کہ مین بقاء نفس کو
بعد خرابی بدن اور اوسکے انتقال کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر ثابت کر چکا ہون یا ان خاکی بدن کو جہان چاہتے دفنا نا رہی گناہ
تو جیسے ایسے پاک موت نا موسی شجت خدا کے ساتھ ملے یا مذہبی اور اخلاقی اصول کے موافق ہو اوسے گناہ سے کیا خطرہ اسلیئے کہ سب عملیات
بہتر وہی عمل ہین کہ جو تلخ تر ہون اور راہ خدا مین موت سے بڑھکے کون تلخ تر ہوگا الغرض حیف ہے کہ ایسے عقلی موت کو ادنی حیوانی
حیوانی حیات یا موت کا طالب ہو اور تفصیل اسکی ہماری کتاب مستطاب خلق محمدی مین ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ زندگی کی زیادہ محبت بڑی
علامت ہے کافرون اور بدکارون اور گناہگارون کی جیسا عقلی موت کے محبت شان ہے دینداروں اور ایمان دارون اور نیکی
کیا ہونگی اور اسی لیئے حضرت امیر نے فرمایا ہے کہ جیسے محبت شیرخوار کو اپنی ماں کے پستان سے ہوتی ہے اوس سے زیادہ مجھے موت کے محبت ہے
اور [illegible] بہت [illegible] حکمت اخلاق کا [illegible] موت ایسی چیز ہے کہ اپنی نفس اور اپنی عزیز اور [illegible] اور دوست [illegible]

درپیش اور اوسکے ڈر سے اور اوسکے رنج مین آدمی سے سیکڑون بداخلاقیان ظاہر ہوتی ہین پس اگر آدمی اوس سے باخبر رہیگا اور اوسکے
ماہیت اور محل وموقع سے تعرض رہ وہ بری رہیگا اون بداخلاقیون سے عزیزون اور دوستون پر زیادہ ہیبت ہنگامہ اونکی صدمہ مین خبط کے باتین
نکریگا خود اپنے ہوش سے بھی نہ ڈریگا اور ہراس کے حرکتین نکریگا اور استقلال کیساتھ سہ لیگا اور ویسی پامردی اوس سے مرتے وقت ظاہر ہوگی کہ جیسے والد مرحوم
جناب رضوان مآب سے استقلال ظاہر ہوئے کہ اوس حال اسہال مین اوس پیری مین دید و بازدید سے بازنآئے اور سب عادتین پوری کین کیا اونکی
نماز آخر مرض مین جبکہ سب عضو اور اوزار تنگ کام سے رکتے تھے نمونہ نماز عاشورا تھا اونکے مرتبہ وحیثیت کے موافق کیا نہ تھا وہ نماز نہ تھی اور اوس نزع مین سبکا
سنونا اور سنتے افعال کو بھی نچھوڑنا اور رہا تو تکبیر وغیرہ کانون تک لیجانا ایسے حالین کہ وہ وہان تک جاتی جاتی بیچ مین کئی دفعہ بر رجاتی تھی اور تشیع بھی
اینٹھ اینٹھ جاتے تھے بمدد خدا اور تائید آئمہ ہی کی سبب ممکن تھا یا تھی اوسکے میرا اصرار کہ ڈاکٹر کے دوا آپ ضرور نوش فرمائین اور اونکا اسپر اصرار کہ
کہ مجہول الماہیۃ دوا کا استعمال اصول عقلی کے خلاف ہے اب اخیر وقت مین میں ایسا فعل کیا کرون کہ جس سے دانشمندون کے نزدیک آئین مین میری
چال چلن کے فرق آجائے اور حکمت اخلاق کے ایک ٹکرے سے سیاست مدنیہ ہے اور اوسمین سے بھی جنگ و دانائی سے تو ایسا ربط اس پاک تعلیم کو ہے کہ شاید
دبا دیا اور اسے ذریعہ سے بڑے بڑے فتوحات اور کارنمایان صدر اول مین مسلمانون نے کئی اور جب سے اسکا تبادلہ عام طور پر پہلوگون مین نہین رہا
تو شکست پر شکست اور ذلت پر ذلت ہونے لگے پس معلوم ہوا کہ موت عقل سے فرار محض ہے خصوصًا ناموسی موت سے اور یہ زیادہ تر مناسب حال ہے امام
شرع یا حکیم کے کہ یہ ذمہ دار طرفداری حق کے اور رہا اور غصب شکنی کی ہین اور انسے عہد لے لیا ہے خدا نے ناموس اور اخلاق کے ذریعہ سے پابندی اور
حمایت کا حق اور عقل اور انصاف کے خصوصًا ناطق و اساس کہ جو مجسم عقل اخلاق ہین اور حجت خدا ہین خلق خدا مین پس حضرت کیونکر اپنی قطعی
آئین سے تجاوز کرسکتے اور اپنے جان یا اپنے عزیزون کے عزیز کرسکتے تھے اپنی پاک تعلیم سے اور کیونکر سا کہنا مانتے اور اساسون
کا توڑ سکتے تھے ہوائی عقل کے لیئے ابن عباس اور محمد بن حنفیہ وغیرہ کے کہ جو محض ناواقف اس پایہ سے اور اسکے لوازم سے تھے اور جنہین بظاہر حسی
عرفی سلامت وحیات مقدم معلوم ہوتی تھی حالانکہ حقیقت مین وہ بھی تو حاصل نہ تھی اور ہر طرح سے موت کا سامنا تھا اور یہ کیونکر ثابت ہوا کہ انکی
طی سے مدد چاہنے مین یا اوس قلعہ مین قلعہ گیر ہونے مین جو وہان سے قریب تھا جیسا کہ حکیم معاصر کے رائے ہے اور نہین کوئی عذر عقلی نہ الغرض حکیم
معاصر کا مشورہ محمد بن حنفیہ وغیرہ کو عاقلانہ مشورہ ٹھہرانا ویسا ہی عقل ہوائی ہے کہ جیسے حکیم کرائطو کا مشورہ تھا حکیم سقراط کو کہ قیدخانہ کا محلہ نیم انکی
رشوت لیکے تمہارے چھوڑنے پر اور ہم سب تمہاری فدائی شاگرد رشوت دینے پر راضی ہین پس تم جان بچاؤ اور حضرت کا اسپر اعتنا نکرنا بعینہ
بلاتشبیہ ویسا ہی ہے کہ جیسا حکیم سقراط نے اونکے جواب مین کہا کہ + اے چہیتے دوست کرائطو + تم جانتے ہو کہ سقراط وہ شخص ہے کہ جسنے جب سے ہوش
سنبھالا ہم دالیسیوں تک کوئی کام بغیر ہدایت عقل کے خواہش یا عقل کے خواہش سے نہین کیا پس یا تو تم مجھپر عقلا ہے ثابت کردو کہ یہ عقلی کام ہے
یا ایسے ہی سند و پھر بڑے تکرار کے بعد سقراط نے عقلی دلیلون سے یہ ثابت کردیا کہ یہ شر عام کا باعث ہے کہ اس سے بے اعتباری حکیم و حکمت کی اور
الزام عائد خانہ برانداز تم سب پر عائد ہوگا اور سب کے عافیت تنگ ہوگی اور مین کہان مارا مارا پھرونگا جن میرے دلیلون کے متحمل میرے
ہموطن نہین ہوسکتے غیر ملک کے لوگ کیونکر متحمل ہونگے وہان بھی میرا یہی انجام ہوگا اور مجھپر بے صبری کا اور میرے قوم پر ناقدری کا دھبا لگیگا
اور قانون سیاست مدن کا اعتبار جاتا رہیگا کہ جب سقراط خود اوسمین پھنسا تو پابندی سے نکل بھاگا حالانکہ وہ قانون اصول عقلی سے بنی ہین گو کہ
مجھپر غلطی سے قائم کیے گئے ہین اور بہتان سے اور نہ بے اعتباری سیاست مدن کے حکام و رعایا سب کیلئے مضر ہوگا پھر اس سے بڑھکے

کیا شرعام ہوگا اور حکیم معاصر کا مقابلہ مین شہادت وغیرہ کے قلعہ گیر ہونے کا سہل جاننا اوس سے زیادہ سہل نہتہا جو حکیم سقراط کو بتایا گیا ہی جبکہ
اونہون نے دیکہا کہ کوئی عقلی عذر اونکا مسموع نہین ہوتا اور نہ یہ دیکہا جاتا ہی کہ اصالۃً ریاکاری مین انیطس وملیطس کیسے کیسے تیز ہوگئے کہ ایک ایک
بات کا جواب نہ دے سکے بے چپ ہو جانے کے اور نہ وہ لامذہب اور ملحد ہونا سقراط کا ثابت کر سکے اور نہ اوسکا در غلانا نوجوانونکو اور نہ آسمان و زمین کے
حالون سے بحث کا خلاف اپنی شرع کے ہونا حالانکہ یہی تین الزام اون کے سر تہوپی اور اونکے ماتہے منڈہی گئے تہی بلکہ صحیح منشا اون سب کے بیر کا
صاف ظاہر کر دیا کہ فلان فلان افتاد مین یہ لوگ مجہسے دب نکلے علم مین بلکہ میر الزام اوٹہایا اس وجہسے اپنی دلونکے جلے پہپولے پہوڑنے کے لیئے
یہ جہوٹی قصہ نا ندہی بلکہ جہوٹ کے پل باندہی تو مجبور ہوکے یہ کہنے لگے کہ یہ نیچونکے حال سے صاف ظاہر ہی کہ وہ انیطس وملیطس کے پیچ لینگے اور
حامی ہیکے مجہے ناحق الزام دینگے لیکن مین یہ حیران ہون کہ میرے لیئے کون سے سزا تجویز کیجائیگی کہ جرمانہ مین یہ خرابی ہی کہ مین جو خلاف خوشی
اور غصہ کے تعلیم دیتا رہا تو اس وجہسے دینا اور اہل دنیا ای کبہی مجہسے موافقت نہین کی اور ہمیشہ مین تنگ دست رہا تو اگر میرے گہر کی تلاشی
لیجائیگی تو ایک آدہ روپیہ سے زیادہ نہ نکلیگا تو مین کنگال کہان اور جرمانہ دینا کہان اور جو شاگردون سے دلواؤن تو یہ میرے چہیتے افلاطون
ذکرائیلو وغیرہ جان ومال سے موجود تو ہین لیکن اپنا بوجہ انپر ڈالنا شر عام وغیرہ کے وجہسے حکمت کی خلاف ہی اور اگر قید کروگے تو تمہارا میرا
سب کا تعلق اور حرج اور حکمت کا فیض بند ہوگا اور جو جلا وطن کروگے تو میرے لیئے تو جہان آتش در کاسہ اور تمہارے لیئے بدنامی کہ ایسے
ایسے کامل حکیم کے قدر نکی اور جو مجہے مار ڈالا تو میری لیے تو یہ سب سے زیادہ صحیح ہی مگر تمہارے حماقت جب بہی ثابت ہوگی کہ ستر اسی برس
کا تو مین خود ہی ہو چکا ہون گور مین پاؤن لٹکا کے بیٹہا ہون آج نہ موا تو کل موا تو پہر تمہین تعجیل اس تحصیل حاصل کی کیا حاصل ہوگا اور
یہ سمجہو کہ جسطرح سے مجہے تم بے بس او بیکس کرکے مارے ڈالتے ہو یہی ایک دن تمہین نصیب ہوگا کہ تم سے قوی تر قوم تمپر مسلط ہوگی اسی حال سے
تمہین ہلاک کریگی کہ اے سقراط تم جو اتنے بکہیڑے کرتے ہو تو یہی کیون نہین کرتے کہ اپنے مونہ مین گہنگہنیان بہرکے اپنے گہر دراہے مین گولا
مہوون ہوکے بیٹہر ہو اور اپنے حکمت کے سکہانے سے ہاتہہ اوٹہاؤ تو تم سے کوئی نہ مزاحم ہو لیکن اس کامل حکیم نے اسے نہ مانا اور اپنی حکمت
کو اپنے جان سے زیادہ جانا اور حکیمون کے ساکہی مین بٹا نہ لگایا اور صلاح عام کو حکمت کے صلاح خاص پر اپنے جان کے مقدم رکہا یہانتک
کہ جب ظالم حاکمون نے جہنجہلا کے انکے قتل کا حکم دیا اور بیڑیون اور ہتہکڑیون مین جکڑ کے انہین خونیونکے قیدخانہ مین بہیجا تو نہ گڑگڑائی
اور نہ ہراسان ہوئے اور کہنے لگے کہ مجہے تو تم مارتے ہو مگر مین وصیت کرتا ہون کہ اگر تم میرا حق ادا کرنا چاہو تو میرے بعد میرے چہوٹے سے
پیارے بچیکو یہی حکمت سکہلوانا جسکے کارن تم مجہپر چہوری پہیرتے ہو اور اپنے لڑکے بالونکو بہی یہی سکہلوانا پس اس مسلم الثبوت پیشوائے
حکمت کے مدلل افعال سے آفتاب عالمتاب کیطرح ظاہر ہوگیا کہ حضرت سے جو کچہ ظاہر ہوا وہ عین عقل وشرع تہا اور سب اعتراضین حکیم
معاصر کے سرسری ہین کہ جو آزادی طبع سے اونکے کہ لوازم مین سے فلسفی عقل کے ہی اور خود پسندی اور خود مختاری سے اونکے معاد ہوئین
اور ذرسنجون اور کوسون وہ دور رہین اخلاقی عقل سے کہ جسپر مدار ہمارے شرع پاک کا ہی اور وہ اور اونکے امثال واقران یہ نہ سمجہیں کہ
حکمت ختم ہوگئے سیناؤی یا بطلیموسے نظام پر بلکہ جان لین کہ حکمت اخلاق ختم ہی ابراہیمی نظام پیا ور نکتہ سنجی اور باریک بینی حکما یورپ کے
اگرچہ بہت کچہ ترقی کرگئے ہی اکثر اضعاف حکمت مین اہل ایشیا پر مگر حکمت اخلاق کی جہان بنان جیسے پیرون اور اماموں نے فرمائی ہی اوسکا عشر
عشیر بہی ابہی تک اون لوگون کو حاصل نہین اور اس تعلیم اور سلسلہ پاک مین اب تک ایسے کچہ گوشہ نشین اور عزلت گزین نادر

بالعجاب انصار یہی ہو سکتے ہین کہ نہین معلوم موسی یا نوح ایسے چہچہے منشی مالیات کے حاصل نہ تھا نہ فضا اور بعد و تعلیم ہی سے اور تو ہم ہنوز تشبیہ و
تمثیل امام معصوم کے سقراط حکیم سے خالی ہو ادب سے نہین اسیلیے کہ یہ جو کچہ کہ گزرا یہ سب دلیل الزامی تہی باوجود اسکے پہر صراحۃ تفضیل
بعض اصحاب حضرت کے حکیم سقراط پر گزرے پس تشبیہ اونسے بہی نہ ہوئی یہ جا ہلیکا جو وہ اونکے معتقد ہین اور رہنما امام معصوم ہے پہر کفر سقراط ثابت نہین
بلکہ توحید اونکے اور معاد کا فی الجملہ بلکہ شاید معاد جسمانی کا اونکے اس قصہ سے خصوصًا خواب سے جو اپنے قتل سے پہلی دیکہا تہا معلوم ہوتا اونکا ثابت ہی
بلکہ ظاہر یہ ہے کہ اونکے موت ابتداءً توحید پر ہوئی پس زہی نصیب لیکن فی الجملہ اقرام بتونکا پس کیا عجب کہ اصل مین بطور توریہ ہوا اور مورخون نے اونمین
کچہ زیادتی کر دی ہو اور کیونکر نہو حالانکہ ویسے عقل کے آدمی کا ایسا فعل لائق تر اسکے ہے کہ محمول توریہ پر ہو خصوصًا ایسے حالت مین بہ نسبت اسکا
کہ محمول واقع پر ہو بلکہ اونکے پیشین گوئی سے ہلاکت اہل اثینیہ کے بابت اور اوسی طرح پر واقع ہونا جیساکہ بعض مورخون کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے اور
پیشین گوئی سے قاتل اور جہاز کے آنے مین جب کہ کرائطو نے پہلے دن اونکے قید کے قیدخانہ مین جاکے اونسے کہا ہے کہ مشہور ہے کہ آج قاتل کا جہاز آویگا
اور کل آپ مارے جاینگے تو اونہونے کہا کہ نہین اے کرائطو بلکہ کل جہاز آویگا اور پرسون مین مارا جاؤنگا اسیلئے کہ خواب مین دیکہا کہ گہر مین
ایا ایک حور تیکو دیکہا کہ وہ مجہسے کہتی ہے کہ آج کے دو دن بعد تم یہان آوگے اور پہر ویسا ہی ہونا اور اونکا الہام کا اور بار غیبی آواز سننے کا دعا
پنچون کے سامنے روبکاری کے دن اور قیدخانہ مین کرائطو سے اور یہ کہنا اوس سے کہ ابتدا اس تمیز سے اب تک کوئی کام مینے خواہش یا غصہ
سے نہین کیا اور عمدہ چال چلن اونکے بابا اخلاق کے بڑے بڑے گردن کا پایا جاتا اونکے قول و فعل مین ادنی ادنی بات مین یہی اعلی درجہ کے
کے پابندی اخلاق جیساکہ لکہا ہے کہ زہر پلانیکے حکم جلادنے انہین ٹہلانا شروع کیا یہانتک کہ جب یہ لڑکہڑانے لگے تو اونہون نے افلاطون و کرائطو
کہا کہ مہرو ہونے تا تاثیر اب پاؤن مین اثر کرگئے اور پنڈلیون تک پہونچی پہر اسے طرح کمر تک اور سینے کے تک خبر دیکا اور کہا کہ جب سینہ تک یہ پہونچیگا
تو ہم سقراط کو نہ پاؤنگے پہر جب حالت نزع شروع ہوئی تو اونہون نے وصیت کی کہ اے کرائطو فلان حکیم کا مرغ میرے ذمہ ہے ادا کرنا تہا اوسمین تہا
وہ اونکے بیان ہے ان بیان سب باتون سے احتمال یا گمان اونکے نبوت اور عصمت کا ہوتا ہے اسیلیے ظاہر یہ ہے کہ نبی کے لیے اوکی نبی کے لیا ہو پیشین
گوئی یا معجزہ مثال مین شمولی حصر نہین اگرچہ وجہ ثبوت ہو سکتا ہماری زمانے کے قبیل متکلمین مین مشہور ہے بلکہ اور کچہ طریقہ بہی ایسے شناخت کے جاتا
کے راہ سے ہین کہ منجملہ اونکے ایک درجہ نے پختگی تعلیم ہے اور کچہ کر اخلاق و ناموس کے قول و فعل مین اوسی لیے استدلال کیا گیا ہو اسکے نبوت کا
حالانکہ وہ خاک ہند سے تمام جہان کے آب و ہوا کیبہ کے زیادہ مفید ہے تا بہ ہے جیساکہ افغانستان اور ایران و توران کے ہے اور دونو کو لیا
حکمت و نبوت سے نہین بلکہ منافی اوکے بخلاف شام یونان وغیرہ کے کہ وہان کے آب و ہوا سو موافق تر و مانع سے اور معین تر منقول ہے ہی
اور باوجودیکہ ایسکے کسے معجزہ کا تو اثر حرف تک منقول تہا اور نہ کوئی بشارت اونکے کہین موجود تہی حالانکہ جزم اسپر مشکل ہے اس وجہ سے
کہ شاید قوت قدسیہ حاصل ہو لیکن کبہی شرط خفی کے نپائے جانے سے یا کسی مانع خفی کی وجہ سے مثل خود ونہ قبول کرنیکے بالفعل حاصل ہو جانا
اوسکا ثابت نہو جیساکہ حضرت لقمان کے بارہ مین ایک احتمال یا ایک قول ہے خصوصًا جبکہ پیشین کوئی حکیم سقراط کے اخلاقی ایجائے
ناموسی کہ جو بمقتضا تاثیر بعض اخلاق و افعال کے کی ہو جیسی کہ گونہ اشعار بہی کلام مذکورہ مین حکیم ممدوح کے موجود ہے الغرض وہ ناشی ہو
موجود ہو گئی ہون جیسا شان کے اور اس اخلاقی تجربہ پر کہ کما تدین تدان جو جیسا کریگا ویسا پائیگا اور اس اخلاقی بلکہ ناموسی قاعدہ پر کہ
کہ الملک لا یبقی مع الظلم و یبقی مع الکفر یعنے ظلم سے حکومت نہین رہتی اگرچہ کفر سے رہ سکے اور اور ایسے ہی وجہون سے اور اسی طرح اگر

پیشین گوئی ناشی ذہانت اور حکمت وموقع شناسی ہو اور جواب کا سچا ہونا انتفائی تعشیہ سے جو موجب طلب ہو کیف ستراً مالک کمال علمی وعقلی اور ثبات تعلق
شک نہین واد بیان التمرد ونکا ایسا ہی یا بی نفسہ تھا اوسکی حکومت کا اور اخلاقی یکم کرون کو خبر مقام تقیہ شرعی مین اونکو لیا ہوگا مگر اتفاق
دمر بیچ وجید وعلم وحکمت واخلاق ایسے سربرآوردہ تو نہین حق کے پابندی سے ڈگمگا جاتین تو منصب ہونا نکا اور جن عمومئیکے درہم وبرہم ہوجاتین اور جو ائمہ اونکے
ایما اور عرفی اور رواجی کلاونکی خوشامد سے آفت ڈھائین مثلاً کامل یہ ہے کہ وہ بالفعل عقلی تھا اور حضرت کے اہلبیت حضرت امام حسن بلکہ حضرت امیر بلکہ جناب
بلکہ خود خدا کے آل تھے اور ان سب کے امانت تھے اور حضرت سے بڑے کون دہشت وشگاف او نکی کرسکتا تھا اور تھا جو تھا ماوندکا ایسے پرآشوب زمانہ اور
اور شہر مین او نپر ظلم تھا لادتہا بانا انتقام اور نبیدہ ہر شی کو کھول کے اور عرینکو زیادہ موقع دینا اپنی مشتعل کرنیکا اور یہ معمول یہی نہ تھا کہ جو یتون اور بچون
پر ایسا ظلم کرا جائیگا اور یہ اندیشہ بھی تھا کہ انکو کوئی اونمین سے بعد اسیر ہو پانے تو وہ سب کے معاملہ کرنا پڑے اور یہ سب تدبیر المنزل کے قاعدون پر ہی اگر
ناموس کے راہ سے تو ہر اساس نہ سیف صداقتی مدا کے ترقی سے کہ سمین وہ سرمو فرق نکر سکتا تھا اور وہ طفل پر اسمین وفا کرنا تھا بلکہ
عالم ذر اور روز الست کے عہد پر اور شریعت باطنی کے راہ سے اونمین یہ سب کچھ معلوم تھا اور اگر وہ شہید نہوتی اسطرح سے تو سب شہیدون پر جو اولین
وآخرین کے فوق کیونکر لیجاتی اور اونکے اہلبیت اگر راہ خدا مین ایسے دربدر اور خاک بسر اور اسیر نہوتے تو اہلبیت پر اولین وآخرین کے کیونکر فوق
لیجاتے اور کفر ونفاق فریب انکا کیونکر آفتاب عالمتاب کے طرح ظہور پاتا اور جانو نون سے سنگ شو کے وجہ کیونکر اسطرح سے نکلکر چہرہ نکلتے اور ان کا تو
بڑا رتبہ ہے آج تو ٹھیک ٹھیک طرح سے اور دل کے تہ سے اخلاق کے گرد انکا پابند ہو جائیگا اور یاد انکا حاجتی بن بیٹھیگا اور زمانہ کا رنگ دیکھیگا کہ ہر
سے اور ہر حیلہ سے اپنے غصہ یا خواہش ہو کہ پیروی چاہتے ہین اور عقل کی طرف سے اونکے برخلافی کا بیڑا اوٹھائیگا تو وہ معاف جانچیگا کہ یہی
زحمت اوٹھائیگا اونکی بات ہے نفسوتھا غصہ کے شہر ونمین اسلیئے کہ یہ یا انجام اس علم کا خیر وبرکت وتائید خدا ہی ویسا ہی آغاز اسکا بہت سخت
اور نہایت دشوار اور باعث تنفر وانضمار وعداوت خلق خدا اور جو جو وہ ضد کرتے جاتے ہین ایسے شخص کے مٹانے مین اور اوسکا فیض روکنے پر
اوتنا ہی خدا بھی زیادہ مدد کرتا جاتا ہے اپنے صبر وفیض ہونیکے وجہ سے اور روز بروز انکا علم وبرکت وتائید کا اوسکے لیئے بڑھاتا جاتا ہے اور جسطرح
وہ کرامت اور معجزہ وغیرہ سے مدد کرتا جاتا ہے اور اسمین خدا اوسکا امتحان بھی کرتا جاتا ہے پس اگر وہ ڈگمگایا حق کو بلعام بن باعور کے طرح
دین ودنیا سے گیا اور جو ثابت قدم رہا تو پھر کیا پوچھنا اس کام کے زحمت بھی ایسا مزہ دیتی ہے کہ لاکھہ لاکھہ اور کرور کرور ہو ایسے لذتون کو اوسپر
وار دین اور اسمین نہ بالکل دنیا کے ترک کی حاجت ہے نہ ترک حیوانی کے نہ ترک لذات وغیرہ کے جیسا کہ صوفی وغیرہ سمجھین ہین بلکہ یہ سب اخلاق
اصول عقلی پر مبنی ہے اور نہ دل سے اون کے پابند ہوجانے سے اور اونکے گرد ایکا مثل عقلی انصاف وغیرہ کے ذہب ذالنے سے اور نہ ایسے باطنی حالہ
کہار رکہنے سے اور اوسکے فریب دہی سے کہ جو حقیقت مین خود اپنے تئین فریب دیناہی بازآجانے سے یہ سب کیفیتین پیدا ہوجاتی ہین اور مشق بڑہانے
سے روز بروز اون مین ترقی ہوتی چلی جاتی ہے ۱۲ منہ ابھی جو دعوا گذرا یہ اوسکے دلیل ہے ۱۲ منہ یونانی نظام مین اکثر طب وغیرہ کا مدار قیاس پر ہے
اور طبیعیہ مین تجربہ پر اور دونون سے اس شی کا شفا دینا ہر مرض سے ثابت چنانچہ وہ قیاس تو یہ ہے کہ جس کے دلمین وقعت نیک اخلاق کے
اور رتبہ اونکا پیش خدا کہیا ہوگا وہ جانیگا کہ جس اساس کے ایسے سخت موت ایسے عقل وانصاف اور فیض رسانی پر ہوئے اوسکے خاک بلکہ اوسکے
غلاموں کے خاک مین ایسے تاثیر نہوگی تو کسمین ہوگی اور تجربہ خود ظاہر ہے جیسا اور دوا ذہین ہے اور کبھی تاثیر نکرنا منافی نہین کہ بت مجرب اور مسلم الثبوت
دوا نہین ہے [illegible] سے بیمار دن کو بڑے فائدے ہین اور خاک بھی فائدہ نہین [illegible]

مرض گھٹجاتا ہی کیسے کیسے قوی مسہل کبھی ہضم ہوجاتے ہیں اور ایک دست تک نہین آتا خصوصاً تپ وغیرہ کے تعلق مین جو نفع کا دعوا کرتے چلے آئے ہین
حالانکہ وہ ظاہر مین ایک ٹوٹکا معلوم ہوتا ہی لیکن باوجود اسکے ہمیشہ حکیم و طبیب جو اونکے تاثیر تجربہ کرتے چلے آئے ہین تو اوسپر اونکے
تصدیق کرتے چلے آتے ہین ویسے اساسون نے ملت ناموس کے اسکے تجربہ فرمائے اسکے تخفیف فرمائے ہین کیونکہ اسمین شبہہ ہو سکتا ہی ہر کرشمہ
آرد کا وگرد و رہی عقلی لم تو ذرا حکیم تو بتائین اپنے دوا کے تاثیر کے لم خصوصاً بالخاصہ دواؤن کے تاثیر کے لم یا علاج بالمثل کے عقلی لم حالانکہ
صحت بعض امراض کے اوسے بھی بدیہی ہے اور بیان کو توحماقت کے ڈاکٹر اور بید وغیرہ بہت کچھ بیان کیا کرتے ہین اچھا یہ سب کچھ مانے دیجئے آپکا علاج
بالضد ہی سہی یہ فرمائی کہ ما الخیار کے ترطیب کا کیا سبب ہی اگر فرمائی کہ خیار خود رطب ہی تو خیار کے رطب ہونے کا کیا سبب اور اگر وہ کثرت مائیت سے
ہی تو خود پانی کے ماہیت کا ایسا ہونا یا اوس کے اس کیفیت کا کیا سبب اور اسیطرح کھوج بڑھتا ہی چلا جائیگا تو ضرور آخر مین ایک علۃ العلل اوسکا
پر مدار ٹہریگا اور تسلسل کے خرابی سے گلو خلاصی کے لیئے اور تائید کریگا اسکے علم تشریح کہ ایک رگ اور پٹھی اور پردون کے دیکھنے سے اور اونکے
بے انتہا فائدون اور راوی نمونے کے بے انتہا فائدون سے اور اشرف المخلوقات انسان کے عاجز ہونے سے اونکے لین سمجھنے مین چہ جائیکہ ویسا
بنا لینے مین صاف ظاہر ہوگا ایک قادر و مختار حکیم یہ خدا کے جسنے یہ سب کچھ بنایا ہو اور ہر طرح کے تاثیرین اس گھانس پھونس مین دی ہون اور
جب فاعل مختار و قادر حکیم پر نوبت پہونچی تو اخلاق و ناموس سے کون چیز فیض کے بڑھ کے ایسے اخلاقی اور ناموسی اساس کے ہوگی کہ جسمین
ایسے شفا دیجائے خصوصاً جبکہ وہ مٹی ہو اور اسی قسم کے پتہرون وغیرہ سے علاج کے قائل طبیب ہوئے ہین پہر ماہیت نباتات وغیرہ کے کیا ہی
اور کہانسے وہ آئے پانی اور مٹی ہی سے بنی یا اور کچھ پہر جو زمین پر ہی اوسکا جز غالب زمین ہی خصوصاً جبکہ پانی کا مبدا بہی وہ تصور کئے جائے جب
محتمل بلکہ ظاہر خصوصاً تائید بعض ناموسی اساس کے پس کہانتک اجتماع ان مختلف تاثیرون کا مبدا ہین ان کل چیزون کے ہونگا خصوصاً جبکہ
ایسی برکت کے اسباب خارج سے کسی خاص زمین مین جمع ہوجائین خصوصاً ایسے امر کی لیئے کہ جو خلاقی و غیرہ ہو اور اس امر غور سے کہ یہان تحفظ حق تعالیٰ کا مؤثر ہوتا ہی اور دنیا مین ایسے علاج ہین کہ ایک کا اصول بر عکس ہی
کا علاج سم نافع اور زہر حاصل ہی پہر جنکو اسکے عادت ہی اونکو وہی نافع ہوتا ہی اور موجود باقی اور بیمار ہی ان سب سے ناواقف ہین اونکے صحت
و شفا اوسے بناپتے وغیرہ مین ہوجاتی ہی جو اونکے پاس ہو اور زیادہ یہ تعجب رفع ہوتا ہی اور فقط مدار خدا پر معلوم ہوتا ہی اور وہ حکیم عادل اخلاق
او ر ناموسیون کے ساتھ ہوگا تو کسکے ساتھ ہوگا وہ چاہے تو خاک کے چٹکے مین ایسے تاثیر دی کہ جو اثر مین نہو اور زہر کے اثر کو روکے جیسا کہ
مختلف تجربون سے ثابت ہی ۱۲ ۹ ناموسی تجربہ ہی اور تجربہ مواد برہان سے ہی علاوہ یہ کہ خدا سے بڑھکے کون مبدء فیاض ہوگا اور حکمت اخلاق
اور ناموس سے بڑھ کے کون ذریعہ فیض کا خدائے کی ہوگا اور ایسی اساس سے زیادہ کون حامی اس حکمت کا ہوگا پس اگر اوس کیلیئے
ایسے برکتین اور تائیدین نہ ظاہر ہونگے تو کسکے لیئے ظاہر ہونگے اور بعض دعاؤن میں اثر ظاہر نہونا شرائط دعا مین خلل کرنے سے ہی مثلاً
خلوص نیت زیارت یا دعا مین نہ ہونا یا ہوا و غضب مین منہمک ہونا کہ جو جڑ سب خرابیونکے ہین اور عقل سے انحراف کرنا کہ جو جڑ سب نیکیون کی
اور اسی لیئے عاقل سے ہر قسم کے اچھی امید کہنا چاہی اگرچہ کچھ کام اوس کے فی الحال بُرے ہون کہ ادمین وہ خدا کے نعمت موجود ہی جو سرچشمہ
ہر نیکی کا ہی اور احمق کے نیکی پر نہ ہونا چاہئے کہ وہ مرض تزلزل مین ہی اور کچھ اوسکا اعتبار نہین اوسکے بے مادہ ہونیکے وجہ سے خصوصاً
جبکہ ہوا اور غضب کے بنائیں اوس کے مزاج مین قائم ہون کہ انہین ناسعقولیون کے وجہ سے یہ سب فساد دنیا مین ہوئے ہین ضد اور ہٹ
لا دیجئے وہ رغضہ تمہارے مزاج مین بنا ہوا ہے کہ نبی کے بدولت یزید نے امام حسین علیہ السلام کا خون ناحق کیا تو تمہین ایسے اخلاقی اور ناموسی شفا بخشی دیکھے

خاک پاک سے برکت اوٹھانے کے کیا وجہ ہو تو دیسی بات گر اس حدیث کو سنکے یزید یا شمر ایک ہوائی یا غضبی دعا کا برآنا روضہ حضرت سے چاہتا یا من نیکی کے پیچھے
حدیث سنکے حضرت پر روکے سید یا جنت مین جاتا یہ کیسی خلاف عقل خیالات ہین نما یتقبل اللہ من المتقین نہین قبول کرتا خدا نیکیوان کو مگر پرہیزگار وانجے
پس ہر چیز کے کچھ شرطین ہین کہ جب وہ شرط و شروط کیا جائے تو اوسکا اثر ظاہر ہوتا ہے اور دعا کا قبول ہونا بظاہر اس سے بھی عام ہے کہ بعینہٖ وہی مطلب بر آئے
یا اوسکا بدل بلکہ نعم البدل بشے دنیا یا آخرت مین جیسا کہ اون مستجاب الدعوات نبیون کے اون دعاؤن مین احتمال ہے کہ بظاہر جنکا اثر ظاہر نہین ہوا جیسے
حضرت نوح کہ یہ دعا کہ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا فانک ان تذرہم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا یعنے الٰہی نہ چھوڑ زمین پر کافرون
کو نی گہروالا کہ اگر تو چھوڑیگا اونہین تو بہکا دینگے تیرے بندونکو اور نہ جنینگے مگر بدکار ناشکر کو اگرچہ یہ احتمال ہے کہ یہ دعا قبل طوفان کے ہو اور جنکے حق میں ہے
ہو وہ طوفان سے غرق ہوتے ہون لیکن عنوان کلام اور اوس مقصد سے کہ جسپر مرتب کیا ہے اونکے یہ دعا کو اوس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ہمیشہ کیلئے
اونکے ہمیشہ کے ہلاکت اور اونکے نسل کا قطع ہو جانا چاہتا حالانکہ بظاہر ویسا نہوا اور یہ جیسا کہ صحیفہ کاملہ کے بعض دعاؤن مین تمام کفر کے قومون کے لیئے
ترک و دیلم وغیرہ سے دعا ہلاکت و قطع نسل کے ہے اور فرمایا ہے کہ الٰہی اونکے مردون کے پشتون مین اور پیٹون مین نطفون کو خشک کردے اور اونکے
عورتون کے کہیلون کو بانجھ کردے اور اسی طرح کے مضمون علاوہ یہ کہ اخلاقی اور ناموسی تکلیف کا مقتضا اور نیکیون سے پکے اعتقاد اور برائیون سے
پوری نفرت کا مقتضا ایسے ہی بد دعا ہے خصوصًا ایسے اعلے درجہ کے ظالمون اور اساسون سے باقی بعینہٖ اوسکا قبول کرنا نکرنا یہ حاکم حقیقی کے ہاتھ ہے
اور اوس کے مصلحت پر ہے کوئی اوسے جانے یا نہ جانے اور کسیکو چون وچرا کا مقام نہین کہ اوسکے سوا اور کون حاکم ہے اور اوسکا کون حاکم ہے ان اللہ لا
یسئل عما یفعل وہم یسئلون علاوہ یہ کے دعا کے قبول ہونے مین یہ شرط نہین کہ جلد قبول ہو یہانتک کہ پیمبرون کے دعائین بہت عرصہ مین قبول ہوتی ہین
اور آزمایش کے لیئے خاک شفا کہانا کہلانا یا زیر قبہ دعا کرنا بہی ایک قسم کے بد نیتی ہے اور اسی لیئے حضرت عیسیٰ ع نے جواب ابلیس مین فرمایا تہا جب اوسنے
کہا کہ توراۃ مین لکہا ہے کہ خدا اعتماد ہے پس مین اوسکے قدرت جب جانون کہ تم اپنے تئین اس پہاڑ پر سے گرادو اور تمہین ضرر نہ پہونچے کہ یہی تو اوسی نے
لکہا ہے کہ اپنے خدا کو نہ آزما بلکہ موقع آزمایش پر بہی بغیر قصد آزمایش ایسا نکرنا چاہیئے مثل اس کے کہ نامی آدمی نامی مرض مین شہرت دیکے ایسا کرے
کہ ایسا شخص کی خطر ونیین ہے مثل ایسے کہ اوسنے اپنے نیت اور اپنا عمل فاسد کردیا اسلیئے کہ جب ہمارے مذہب مین علم اخلاق کیطرح حسن و قبیح اشیا عقلی
ہے تو محبت بہی ایسے عقلی محبت ہے اور وہ نام ہے عقلی قدردانی کا پس حضرت کے محبت اونکے ناموسی کمال کے قدرشناسی ہے خواہ اسمین ضرر ہو یا فائدہ
جیسا کہ خدا کے اطاعت اور عبادت کہ بابت باب مدینہ علم نے فرمایا کہ مینی تجہے لائق عبادت جان کے تیرے عبادت کے نہ شوق سے تیرے ثواب و انعام
کے مزدورونکے طرح اور نہ ڈر سے تیرے عذاب کے لونڈیے غلامون کے طرح نہ اپنی فائدہ اور کامیابی کی لیے کہ جو غرض کے محبت ہوئے اور ہوا اور خواہش
کے شاخ ہوئے جیسے روپے یا نام کیلئے زیارت کرنا اور علی ہذا القیاس پس حقیقت مین یہ امام حسینؑ کے کب محبت ہوئے یہ تو اپنے خواہش کے محبت
ہوئے اور حال اسکا اوس منافق او چور کا ہے کہ ظاہر مین تو امیر سے خوشامد درآمد چاپلوسی کرے اور باطن مین یہ نیت ہو کہ کسی نہ کسی طرح
اسکا مال ہو سکے اور ازبسکہ غرض کے محبت کو نقادون نے حکمت اخلاق دنیوی کے بے ثبات لکہا ہے تو ضرور دوسرا خطرہ ایسے لوگون کو یہ ہے کہ جب
اونکی حاجت بر نہ آئے اون کے بد باطنی او بد نیتی کے سبب سے تو محبت اونکے دلمین سے جاتی رہتے اور اپنے مطلب کے ساتھ اپنا ایمان بہی کہو بیٹہین
خصوصًا جبکہ نتیجہ مین اپنے صریح کار او نقصان کے اور خدا کو حق ہو... وہ نہین معرض امتحان مین لائے اونکا خبث باطنی ظاہر کر دیکہا دے جس
طرح جو اونکے محبت کسی اور کسی کے وجہ سے کرتے ہو... ایک شان عظمت کے ہوکے ... بے اعتبار رہیگے اور تیسرا خطرہ یہ ہے کہ جب

اور حکایت حال پہونچے اور وقت معلوم ہو کہ اسکا مطلب فی الفور ایسے ناموس بارگاہ سے برخاست یا فوت ہو جائے شاہنشاہ ناموس و اخلاق سے اور رو سکے
پاک تھا اور اخلاق ذمیمہ سے پوشیدہ ہو جاوے اور پرتو خستہ کر سکے پس کیا بری حرکت ہے کہ جنس سکے نتیجہ مین ایسا شر عام ہو اور یہین سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام
معصیت عقلی مین یہ فقرہ زبان پر لانا کہ یا لیتنی کنت معکم فافوز فوزا عظیما یعنے کاشکہ مین آپ کے ساتھ کربلا مین ہوتا تو آپکے ہمراہ رکاب فوز عظیم کو
پہونچتا یا اس بادہ سے ہو کہ بیان حال واقعی ہو ان معنون سے کہ خلوص نیت سے آپکا ساتھ دینا واقع مین مستلزم ثواب ہے یا بہ کم ہو اور اجر جزیل اسکا
جز ملا یتخلف ہو مگر نہ اصلی نیت کے راہ سے تو یہ ہو کہ مین تمنا آپکے ہمراہ رکاب ہونیکے ہو ثواب سے کامیابی ہوتی یا نوفی بلکہ اگر بار ہا مارکے جلایا
جاتا اور پھر جلایا جاتا تو بھی آپکا ساتھ نہ چھوڑتا آپکی نسبت عقلی کے وجہ سے اگر دعوی تم رو کنی ور نہول من ورست ددا ان آل رسول + چنانچہ حضرت
کے اصحاب انجاب المیا ب نے جان مردی ناموس کے داد دی اور ادامین وآفرین پر فخر کیگئے اسمین رہی تقریب کہا رتہ یا یار ہو جا بر رسالتاب
کے بھی اکثر اصحاب کو نصیب نہ ہوا کہ وہ ذرا ذرا سی سختی مین اعراب واحد خیبر و حنین سے بھاگ کر سے اور حضرت کے بلانے اور پکروانے سے بھی
نہ پلٹے اور انہون نے اپنے آقا کا ساتھ نہ چھوڑا با وجود یکہ شب عاشورا حضرت نے انہین رخصت بھی فرما دیا خصوصا حضرت مسلم بن عوسجہ علیہ السلام
نے بلکہ یہ فرمایا کہ لو علمت انی اقتل ثم احیی ثم احرق ثم اذری ویفعل بی ذلک سبعین مرۃ ما فارقتک یعنے اگر مجھے یقین بھی ہو جاوے اسکا کہ شہید
مارا جاؤنگا پھر جلایا جاؤنگا پھر جلایا جاؤنگا پھر اوڑایا جاؤنگا ہوا مین اور ستر بار بھی سلوک مجھسے کیا جائیگا تو بھی تو مین آپکے قدمونکو نہ چھوڑونگا حفظ ہو جاو
ہمارے اونکے اس ناموسی استقلال پر اور اونکے پاک قدمون پر یا فوز عظیم سے مراد خودش ادت ناموسی کہ راہ خدا مین پاک عقیدتون پر ہو تا اپکے جان نثار
ہین اور باقی اور حال چین پر اپنے حامین وار دیتی فیض عام کے واسطے یا جو کہین پیمبر کے مصاحبون کے تقدیر ایسا سمجھاتی تو شرق سے غرب تک اسیہ
پاک ناموس کا سکہ بیٹھ جاتا اور رہوا و غضب غیر عقلی کا نام صفحہ دہر سے حرف غلط کے طرح مٹجاتا لیکن اونہین تو شیطان اور ۔ وارد نے
ایسا غارت قبول کیا کہ حب سے نبوت کا گہر مٹا اور درجہ بدرجہ رہ رہ کے اون محسن کشون اور کور نمکون نے ایسا تعصب لیا ہو یک خاندان
کو حضرت ابراہیم کے کہ جسکا نتیجہ ایسے ناموسی شاہنشاہ کے شہادت ہوئی سدا کے خدا کے لعنت اون الایح اور غصہ اور شیطان کے بیدون پر اور واقع
ا اس سے بڑھ کے قدر شناس اخلاق و ناموس کے لیئے اور کون رتبہ کہ بد اخلاقی کی جان لینے مین اور خوشی اخلاق پر اپنی جان دینے مین کوتاہی نکرے
عقلی اصول کے موافق ۱۲ منہ [1] جیسا کہ حضرت ہارون کے نسل مین کہانت قرار پائی پنجاس کے جہاد کے وجہ سے اور کزبی کے مارنے کی وجہ سے ۱۲ منہ [11]
کا محاورہ ہی کہ جو کسی مقام سے خصوصیت رکھتا ہو یا وہان کا باشندہ ہوتا ہو تو اوسی اوس مقام کا فرزند کہتے ہین جیسے یہ کہتے ہین کہ ولایت نام لاکہ
وہ آدم زاد ہوتا ہو تو ولایت زا کہتے ہین کہ کابل کا جوان یا مثلے ہذا القیاس ۱۲ منہ [12] بیت ناموسی عمومات اور استقرا وغیرہ سے یہ دعوا ثابت ہو گیا ہی ۱۲
منہ [13] اسی قسم کے سبا فقرہ حملن زین عقل کے راہ سے ایا مخبر صادق نے اونکے خبر دی پس تصدیق اونکے لازم ہوے علاوہ اسکے الہی تعلیمون مین بڑے بڑے
عمدہ فائدہ ناموسی اور اخلاقی مترتب ہوتے ہین اور اکثر مین با وصف کسے عقلی برہان کے قایم ہونے کے جہت عقل سے او سپر صریح اوسکا مالک
اعتبار ہی تاقیہ بھی ناموس و اخلاق کے ہوتی ہی اور اوس کے مروجون کے با وجود اونکے مبدء فیض ہونیکے پس الہی دست برد وہم و قیاس سے
محفوظ نہین کیا فائدہ کہ کسی ناسود و نکشا ئد بحکمت این معمی را + حالانکہ مبنی ہمارا صدق قطعی ہو ناطقون اور اساسون کا اور اونکا مبنی اونکا شاہد
دیکہو آدمی ظاہر بین ہی تو نکو کیا معلوم کہ ہم تاہد اجتناب اپنی ماہیت کو تو سمجھا ہی نہین غیب مین کیون دخل در معقولات کرنے لگا ہو کا رزین
نکو ساختی کہ بر آسمان نیز پرداختی + اور تفصیل خلق ثمدی وغیرہ مین دیکھنا چاہیے ۱۲ منہ [14] اس سے مراد عو... ہی دیکھنے دینے سے مل

اور لیجیے لیجا سکتی ہے اور دو ضرب کے [illegible] بڑھانے کو اوسمین دخل ہو سکتا ہے نہ عقلی اثر ذکر جو [illegible] اپنے ہی فعل سے مل سکتی ہے یا پا سکتے ہیں
کے فعل سے اور خود کامل الاخلاق لوگ اس عزت و آبرو یا ذلت کو ہیچ پوچ جانتے ہیں لیکن عزت لوگون مین از بسکہ یہ خبر بے اعتباری ظاہری کے طرف
ہوتی ہے اور صفت اوس کے زوال ذلعمل کھاتے رہتے ہیں اور اس سے اوسکا فیض [illegible] ہوتا ہے یا [illegible] اوسکا اشغال [illegible] افراد کا اور اوس کے فن کا اعتبار
اہل عرف کی نظر سے گر جاتا ہے اور یہ اون کے ناکامی کا باعث ہوتا ہے دگر نہ علم اخلاق کے رو سے [illegible] کلیہ قاعدہ ہے کہ ہمیشہ آدمی اپنی ہی کردار سے عزت
پاتا ہے اور کبھی کسی اوسکے ذلیل کرنے سے ذلیل نہیں ہو سکتا اور ایسا ہی ناموسی قاعدہ ہے جیسا کہ تنزیل مین ہے [illegible]
بعض خطبہ مین جناب امیر کے ہے ولیس علی المؤمن غضاضة [illegible] الحدیث پس جن مین [illegible] سے ایسے فقرے نکلے بھی سمجھے ہوئے کہ عزت آبرو آپکے جو ننگ مین
ملا دیگئی اور اپنے اوسپر صبر کیا تو اس سے اخلاقی و ناموسی آبرو آپکے بڑھگئی ۱۲ ۔ ۱۵ احتمل یا لبعض حدیثون کے صریح کے طرح یہ ہے کہ درندون
نے نعش مبارک حضرت بہی کہائی اور بعض سے نفی اسکے پائی جاتی ہے شیر کے حدیث کیطرح تیا لہذا اون حدیثون کے کہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی
و امام کا گوشت درندون پر حرام ہے اور تواتر کیسا ثابت نہیں اور نہ حیوانات کا مکلف ہونا ایسے حکمون سے قطع کو پہونچا اور مقام خاص مین اعجاز
سے خرق عادت ہونا مستلزم نفی کو عادی امر کے اس دار تکلیف مین نہیں جسکا مدار ظاہر پر ہے اور نہ اسمین کسیطرح کے شان اوس حجت خدا کے
منصب ہے اور سے قاعدہ یہ کہ جو گزرا کہ فعل غیر سے کسیکو ذلت نہیں ہو سکتی بلکہ جب کبہی کسیکو ذلت پہونچتی ہے تو اوسی کے فعل [illegible] کی کوئی عزت نہیں کہ خدا کی راہ مین [illegible]
مرنے کے بعد بہی چہوڑی نہ ملے اور درندے لاش کو کہائین جیسا کہ عثمان وغیرہ کے لیے اس سے بڑہ کے ذلت نہین کہ [illegible] اوس کیلیے اوسکا یہ انجام
ہوا کہ [illegible] کے گہوڑے ہی پڑ ڈالا یا گیا اور کتے اوسکا [illegible] کو لاش [illegible] کر گئے اور اس سانحہ مین کربلا کے بر تقدیر تسلیم ایک [illegible] لطیف ہے اون [illegible]
[illegible] کے خاصان خدا کو خدائی کے درجہ پر پہونچاتے ہین اور اسمین بالذات تعریف حضرت کے ہوتی ہے کہ راہ خدا اور پابندی عمل [illegible]
مین ایسا اختیاری فعل کیا کہ جس کے سبب نتیجہ راہ خدا مین ہوئے اور بالعرض تعریف خدا کے ہے کہ اوسنے ایسا بندہ بنایا اور [illegible] ایسے
توفیق [illegible] جیسا کہ بعض محدثین حجت خدا کے عرفی احترام کے موجب ہین اور [illegible] ہین اون [illegible] کے جو اونہین اونکے حقیقی رتبہ کے بہی گھٹاتے
ہین اور بالذات خدا کے تعریف ہوتی ہے کہ اوسنے قہراً ایسا نمونہ دیا اپنے شیر کو [illegible] اور بالعرض حضرت کے کہ وہ خدا کے ایسے حقیقی بندہ تہی
کہ جنکے نعش کے لیے ایسا خرق عادت کا امر ظاہر کیا اور [illegible] خالی لطف سے نہین اور مسئلہ تکلیفی نہیں کہ تابع اوس کے ضروری ہو اور عقیدہ
یہ ہے کہ اونکے برکات سے اونکے غلامون کے لیے ایسے معجزہ اور ایسے کرامتین ظاہر ہو سکتی ہین اور لیکن یہ بہت شاہ ہے کہ وہ اس فضیلت مین اور اس
مصیبت مین [illegible] ہین [illegible] تو نہ لیجائین [illegible] ان دونون [illegible] کے دعوی ممکن ہے ۱۲ ۔ ۱۶ اور نماز بھی کیسی کہ عاشورہ کی سی نماز
کہ حضرت [illegible] سے ایسا کہ وہ کسیکو نصیب ہی نہین ہوئی کیسی کٹھن وقت مین کہ زہیر بن قین اور سعید بن عبد اللہ [illegible] تیرون کے بوچہار
[illegible] کے اور [illegible] سینون پر اپنی روکی حضرت پر سینہ سپر کیے ہوئے اور حضرت نماز پڑہ رہے تہے اور وہ [illegible] جو تیر مرجاتے تہے
تو شوق شہادت مین جہک جہک کے بدن پر لیتے تہے یہانتک کہ ادہر حضرت سے فارغ ہوئے اور ادہر سعید بن عبد اللہ تیرون سے چہلنی کی
طرح مشبک ہو کے زمین پر آ رہے ایسا انصاف شرط ہے حکیم اخلاقی سقراط کے کام سے ان ناموسی حکیمون کا کام [illegible] سے خدا ہوا اور بڑہا ہوا ہے
یا نہین اور خود حضرت کا تو کیا ذکر جنکے ایسے ایسے غلام تہے پس یہ نکتہ یاد رہے کہ آیندہ کام آئیگا ۱۲ ۔ ۱۷ ناموسی سخاوت کا حضرت کے بیان
یہ فقرہ مثل اپنے سابق اور لاحق فقرون کے بیان ہے اون کے خوش خلاقی کا بلکہ ہادی ناموسی و اخلاق ہونے کا پس یہ اخلاقی ثبوت ہے [illegible]

کہ یہ اوسے دکھیاری ناموسی واخلاقی سلسلہ مین منسلک ہین بلکہ اونمین سبہی اکثر کے سرتاج ہین وہی سلسلہ پاک پیمبر ونکا اور ناموسونکا کہ جو پابندی تامتر
واخلاق مین اور اونکے حمایت مین مرمٹی جیساکہ ہمنے سابق مین اشارہ کیا تہا ۱۲ اسّے ۱۸ یعنے محض خود ہی خوش اخلاق نہ تہی بلکہ لوگونکے ہادی اور درست
کرنے والے اونکے اعتقادون اور چال چلنون کے بہی تہی وہ ہادی اور معلم کہ جنکا رتبہ علم اخلاق وغیرہ نے خدا کے رتبہ سے کم اور مان باپ کے رتبہ سے
زیادہ قرار دیا ہی ۱۲ اسّے ۱۹ یہ بیان ہی عصمت کا کہ جو ناموسی امامت کے لوازم سے ہی ۱۲ اسّے ۲۰ پس غضباتی مزاج نہ ہوئے سے ۲۱ جس نظام عدل پر عقلی سیاست
مدن اور ناموس موسی اور ناموس اسلام کا مدار ہی اور جو اکسیر اخلاق ہی اور جس کے پابندیسی روحانیت کو جلا ہو جاتی ہی اور فساد اونکے مزاج مین
پیدا ہو جاتا ہی ۱۲ اسّے ۲۲ جیسے یزید موذی کے چنگل سے چہڑا کے بیچارہ عبد السلام کے جورو اوسے دلوائی ۱۲ اسّے ۲۳ یعنے جسطرح سوکہی سہمی مرجہائی ہوئے
پودے برسات بلکہ ساون رت سے لہلہی اور ڈہرہی ہو جاتی ہین ویسی ہی کمہلائی ہوئی یتیم مثل یتیم حضرت مسلم کے تسکین پا جاتی تہی اور پہر ایسے غریب
پر دردل کا کیا حال ہوتا ہوگا اپنے بچونکے کم سنی اور بے سمجہی کے یتیمی کا تصور کرکے اون غضبی لوگون کے ہاتہ مین مل سب عید تہی کہ حق پر تہی جیسے حضرت
علی اکبر نے استفہام انکاری کرکے راہ ہی مین پہچان لیا تہا ۱۲ اسّے ۲۴ ناموسی شاہنشاہی کا بیان ۱۲ اسّے ۲۴ کان کا حمتد ہی معدن کا ترجمہ ۱۲ اسّے ۲۵ حضرت کے
نظام حب کا بیان ہے اور یہ سب صفتین حضرت کے اون کے سوانح عمری سے جو مورخون نے مخالفون کے بہی لکہی ہی ثابت ہی ۱۲ ۲۶ یعنے زمانہ پہر آپ کے
خوبیون کو جانتا تہا کہ لالچی یا غصہ ور مزاج نہین پہر آپکا یہ فعل بجز برہانی بلکہ الہامی یا وجدانی اضطرار کے اور کاہی پر محمول ہو ۱۲ اسّے ۲۷ انہین راتون سے
عاشورہ کے رات تہی جسمین یہ بین اچاٹ تہین بستر سب نے تہی مردانہ مین جہل پہل تہی زنانہ مین اداسی تہی سینہ پر سونے والی ننہی ننہی بچی ڈہونڈہ ڈہونڈہ کے
تہک رہی تہی کہ کیونکر حضرت آئین اور ہمین چہاتی پر لٹائین یا پہلو مین لٹائین اور تہپک تہپک کے سلائین اور یہ معلوم ہی نہ تہا کہ اب قیامت تک اوسکا
ممکن ۱۲ اسّے ۲۸ یعنے عقل کامل رکہتے تہے کہ جو جڑ سب نیکیون کے اور بہکلن سب برائیون کے ہی ۱۲ اسّے ۲۹ اسی سے یزید کے پہندے مین نہ پہنسے کہ اوسکا
وہی ساتہ دیا کہ جو ابد ہوتا اور انہین حکمت اسسے مانع تہی یا اوس کے طرح ابد فریبی کرتے حالانکہ انہین دیانت اس سے مانع تہی ۱۲ اسّے ۳۰ یعنے ہوائے
اور لالچی بندون مین سے نہ تہی الغرض جنپر مدار تکمیل اخلاق کا ہی وہ عقل ہی اور غصہ اور لالچ کا نہونا اور یہ سب آپ مین موجود تہا اسّے ۳۱ آپ کے
اخلاقی عقل کے کمال سے پس ایسے عقل کے آدمی کو دنیائی ناپائدار بے وفا کے کیا خاک محبت ہوگی پس جو سلطنت سہی آپکو کیا فائدہ تہا بجز نیکی کے اللّہم الامر سلطنت کا
بجز ہمت کے کیا پایا آناہی پہانک پہانک کے بسر کرے اور جتیہڑہی لگاکے یا اور کچہ پس آپکو کیون سلطنت کی ہوس ہوتی اور کس برتی پر ۱۲ اسّے ۳۲ جیسے ہر خورد و
کلان اور دوست و دشمن جانتا تہا ۱۲ اسّے ۳۳ یعنے یزید نے ولید کے ذریعہ سے گہر بیٹہے بیٹہے آپکو ستایا ۱۲ اسّے ۳۴ جو ناموسی واخلاقی اضطرار کا مقتضا تہا ۱۲
اسّے ۳۵ یعنے متانیت نہ غصہ اور نہ لالچ ۱۲ اسّے ۳۶ پہر یہ ناموس اور اخلاق کے لڑائے نہوئی تو کیا ہوئی اور اون کے بدکاری اونکی ہوا اور غضب سے
ظاہر ہی جیسے سب مورخون نے لکہا ہی ۱۲ اسّے ۳۷ یہ اون کے غضبانی ہونے کا بیان ہی جسمین یزید وغیرہ کا کچہ غضب اصلی تہا اور کچہ ہوائی اور کچہ غضبی اور
اکثر فکر کا ہوائے تہا اور کچہ کا ہوائی و غضبی ۱۲ اسّے ۳۸ جو اونکے گردنون مین اخلاق و ناموس کے بموجب تہا اسلئے کہ حضرت کے وہ سب اخلاقی و
ناموسی رعیت تہی ۱۲ اسّے ۳۹ یعنے انظلام کے رفع و دفع مین آپکو کوشش تہی کہ جو عین اخلاق ہی ۱۲ اسّے ۴۰ اس کلام معصوم سے کہ مین استغاثہ
حضرت اوس سخت وقت مین مذکور نہین ہان اور بعضے حدیثون مین بعینہٖ فقرہ اس قسم کے مذکور ہین جنکا قطعی ثبوت میرے نظر قاصر مین
نہین اور بلحاظ اتمام حجت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر خدا و رسول کے ذریعہ سے اور اسلام کے وسیلہ سے اونکو اپنے نصرت و مدد
وحمایت کا حکم دیا ہو تو ممکن ہی وگرنہ موت سے پہر ہزاکے عاجز بندون سے استغاثہ کرنے اور پناہ مانگنے لگنا یہ اونکے غلامون سے بہی ممکن

نہین سبحان اللہ اخلاقی حکیم سقراط تو ہنس ہنس کے اپنی عہدہ کے پیچ پر اپنی جان دی اور حکام جو رستے اپنی وقت کے یہ عذر کرے کہ مین تمہارے خوشامد اسلیے
نہ کرونگا کہ یہ بے فہم اور کم عقل عورتون اور بچون کا اور بداخلاق نادانون کا طریقہ ہے کہ وہ واقعی جرم کو اپنی ناجائز استمالت سے حاکمون کے مینٹا چاہتے ہین
حالانکہ حاکم کچہری مین عدالت کرنے کو بیٹھتا ہے نہ یہ کہ وہ کسی کے رشتہ داری جتانے کو یا ترس کھانے سے پگہلگیا یا گڑگڑانے سے اوسے انصاف سے روکنا یا
یا احمق بنتا ہے یا حاکم کا احمق بنانا اور اپنے جرم کا در پردہ اقرار ہے اور مین نہ ہرگز قصور وار ہون اور نہ تمہیں انظلام کے ذریعہ تمہارے انصاف
سے روکتا ہون بلکہ دلیل کے زور سے اپنے براءت مینی ثابت کردی پس اس عقلی بنا پر میرا انصاف کرو تو کرو نہین تو انظلام کے ذریعہ سے ہرگز
مین اپنے رہائی نہین چاہتا شوق سے مجھے قید کردو اور مارڈالو اے اثینیہ والون اور مجھسے خوشامد درآمد کے ہرگز امید نرکھو اور حجت خدا اور
شاہنشاہ اخلاق وناموس خدا کے راہ پر مرتے ہوے بندون سے پناہ مانگنے لگے معاذ اللہ یہ کیسا شیطانی وسوسہ ہے کیا سید کے معتبر حدیثون نیز
شہید کے تیسوین شرح یہ نہین ہے کہ بجز خدا کے وہ اور کسی طرف رجوع نہ کرے اور خدا کو الزام نہ دے اور اسی وجہ سے اونہون نے انکار کیا ہے
حضرت عیسی کے موہوم شہادت کا کہ مرتے وقت خدا سے شکایت کرنے لگے اضطرار مین جب سولی پر سے اونہون نے کہا کہ الوہی الوہی لیما سبقتنی
یعنے الہی الہی لم ساتحتنی و ترکتنی فی ہذا الکرب یعنے الہی الہی کیون چھوڑ دیا تو نے مجھے اس کرب مین اگرچہ مذہب اسلام مین جب اونکی
شہادت ہی مسلم نہین تو یہ کب مسلم ہوگا الغرض یہ بناء فاسد علی الفاسد ہے کیا ایسے مقامون مین بھی نسخ کے گنجائش ہو سکتی ہے ہرگز نہین کیا
یہ پوتے ذبیح اللہ کے نہ تہے کیا وہ ذبح پر بے زار ونالے کے راضی نہو گئے تہے کیا یہ خلیل اللہ کے پوتے نہ تہے کیا جب وہ کوپن سے چل چکے تہودکے
آگ کے طرف تو ہوا مین جبرئیل نے اونسے نہین پوچہا کہ تمہین کچھ حاجت ہے یا نہین تو اونہون نے فرمایا کہ تم سے تو نہین اور جس سے ہے وہ اوسے جانتا ہے
پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ حجت خدا ایسے سب سے سب باتون مین بڑھ جانے وہ اضطرار مین ایسا قول یا فعل صادر کرے کہ جو اون کل کے آئین
قطعی کے خلاف ہو پس کیا چارہ ہے اوسکے طرح یا تاویل سے اسلیئے کہ آئین قطعی مقدم ہے کلام سے مثلاً کبھی کسی وقت آدمی کسی مصلحت
سے مجمل اور مبہم بات کردیتا ہے یا توریہ کرتا ہے یا مخاطب کا دل لینے کو خلاف تحقیق کا ایہام کرتا ہے بخلاف اس کے کہ دستور العمل مین کبھی تجاوز
اپنے آئین سے نکریگا اگر خوش اخلاق ہوگا خصوصاً منصب کے برتاؤ مین مثلاً معتمد مجتہد سے اگر اتفاق سے یہ ممکن ہو سکے کہ دہوکے مین بہولے
سے یا علی ہذا القیاس غلط کہجاے روزمرہ کے باتون مین تو شاید کہجاے لیکن اپنا منصب پورا کرنے مین اور فتوی دینے مین یہ کبھی ممکن نہین
کہ وہ اپنا ساکہا توڑ دے اور اپنے عہدہ مین دہبا لگا دے اگرچہ کروڑون روپیہ کا فائدہ ہو بشرطیکہ پابند اپنے آئین کا ہو وگرنہ ہوائی اور غضبی
مجتہدون اور عالمون سے مثل ابو حنیفہ وغیرہ کی خدا کے پناہ کہ انسے بڑھ کے کوئی حریف ناموس واخلاق نہین کہ یہ مار آستین ہین اور اسمین
بنا مذہب وغیرہ پر نہین بلکہ کچھ کلیات پر ہے اور اس اجمال کے تفصیل یہ ہے کہ عاقل ہر چیز کے جڑ اور اوسکے اصلی منشا کو دیکھتا ہے اور
جاہل اوسکے ظاہری آثار کو پس عاقل فاسق وغیرہ سے عوام ویسا ہی متنفر ہونگے کہ جیسے فاسق احمق سے لیکن سمجہدار لوگ جب دیکہینگے
کہ اسمین مادہ عقل موجود ہے جو جڑ سب نیکیون کے ہے اور بچلن سب برائیون کے ہے تو زیادہ امید اوس کے بہبودی کے رکھینگے کہ جڑ
اوسمین جم چکے ہے فقط کونپل ٹہنیان اور پتیان نکلنے کے دیر ہے بخلاف احمق نیک چلن کے کہ عوام تو اوس کے نیکیون سے مغرور ہوجائینگے
اور عاقل افسوس کرینگے اور بے اعتبار سمجھینگے جیسے نیا کٹا ہوا درخت کہ ظاہر مین تو ہرا بہرا ہے مگر جڑ کٹا جو ہے تو ہرا ول اوسکے فقط بہار
ہی ہے پس یہی حال اخلاقی تو تو نکالا کہ جن عالمونکا عمل درآمد اخلاقی عقل پر ہے اونسے ہمیشہ دین و دیانت و عقل و امانت کے امید ہے اور

اور جنہون نے اپنا پیشوا اس عقل کو نہین رکہا تو اونکے کسی چیز کا اعتبار نہین کہ وہ بے راہ چلے جاتے ہین اور اُلٹی بچوا اور ہر وقت ٹہوکر کہا سکتے ہین کہ وہ روشن چراغ اونکے ہاتھ مین نہین اور شبہون او وہمون اور نادانیون کے گہٹا ٹوپ عالم پر چہائی ہوئی ہین اور جو کہین ہوا یا غضب کے جانین او نہین قائم ہو گئین یا ور جبار عالم ہو گئے تو قیامت آئی اور کچہ اعتبار اونکے دین و دیانت و امانت و علم و حلم کا نہ ہا موسی تو کہتی ہین کہ ہم پیغمبر یا امام کے پیرو ہین اور دل سے شاگردی ابوجہل اور معاویہ وغیرہ کے کر رہی ہین جس سے ہوا اور غضب کے جڑ سے شرک و کفر اور قتل نبی و امام کا درخت نکلا جب اوسے پر عمل در آمد ہوا تو خدا کے پناہ پس جن عالمون کو ہوا یا غضب سے سروکار ہے اونکے بدنی اور جسمانی عبادت کا کچہ اعتبار نہین کہ باطن مین اون کے وہی ملکہ قائم ہے اور طبیعت ان کو وہی ڈہب حاصل ہین کہ جو اہل دنیا کو تہی اور کبہی وہ یخوف اس سے نہین کہ اگر بگڑ ہو جائین تو ویسی ہی حرکتین کرنے لگین کہ جو یزید و معاویہ نے کین اسلیے کہ نامحرم پر نظر بہی تو اوسی جڑ کے شہنی ہے کہ بوسہ لینا یا زنا کر بیٹہنا جسکے شہنی کا ہر جبتک کہ وہ جڑ قائم ہے ہوا کے جبتک کوئی سہرو سا نہین سے خوئے بد در طبیعتی کہ نشست + نرود جز بوقت مرگ از دست + اور اسی لیے احادیث اہلبیت مین جابجا ایسے لوگونکو اہل ہوا اور مقائیس کا خطاب دیا ہے اور اہل حق کو اہتمام نہین باطنی ملکون کے حاصل کرنے مین زیبا ہے کہ یا ہم ہین ظاہری تقوی و طہارت سے کہ وہ واجب بہر کافی ہین اور زیادتی سے معذور رہ سکتا ہے اور یہ ایسے امر ہین کہ کسی طرح جنسے برات نکل نہین اور سب محارم خدا ہین اور ورع انسے افضل اعمال ہے جیسا کہ خطبہ نبویہ صومیہ مین ہے خصوصا انصاف کہ پابندی کہ بغیر جسکے کوئی تعلیم عقلی یا نقلی تمام نہین ہو سکتی اور وہ مقدمہ کل علومکا ہے اگر وہ نہو تو تحکم یا ترجیح بلا مرجح یا ترجیح مرجوح سے کوئی روکنے والا نہین اسلیے کہ یہ سب ایک قسم کا ظلم اور زبردستی ہین اسلیے شرک کو تنزیل مین ظلم عظیم سے تعبیر کیا ہے کہ خلاف برہان قطعی اور ناحق کے وہین ڈہونگ رسم ہے اسطرح جو ہدایت یا برہان کو نہ مانے تو اوس کے گردن نہ مارے جائیگی پہر اوسکا سوائی و الابجز انصاف کے اور کیا ہو سکتا ہے پس ایسے کلیہ اصول موضوعہ سے اخلاق کے اثر کر اونکے بغیر دین و دنیا کا کوئی کام پورا نہین ہو سکتا بغیر اوس کے نہ خدا ثابت ہو سکتا ہے نہ رسول نہ امام نہ قیامت پس یہ مقدمہ اور شخصیہ ان سب کا ہوا الغرض تزلزل ایسے مقام پر اونکے غلامون سے بہی ممکن نہ تہا اور نہ رجوع غیر خدا کے طرف چہ جائیکہ خود اون سے اور اونکو استغاثہ اور زار نالے کے حاجت ہی کیا تہی جسپر مدار اصلاح عرفی کا تہا وہ ذراسی بات تہی یعنی ظاہری بیعت کر لینا یزید سے پس اگر اپنی عزم سے ٹلگئے ہوتی تو یہ تو بہت سہل تدبیر تہی اسی کیون نہ منظور فرماتے اور باب التنزع کو کیون نہ رفع دفع کرتے ہان زیادہ ثبات مین شبہہ تکبر و انانیت اور ضد اور ہٹ کا تہا جیسا فعل حکیم سقراط سے ہوا اور بالکل پہر جانے مین تزلزل اور بے قدری منصب اور عقلی انظلام کا اور حضرت کا فعل ان سب بد اخلاقیون سے بچا رہا کہ خارج از بحث انکسار و عاجزی کو بہی ترک نہ فرمایا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس پر دانے سے بہی فرماتے رہے اور اوس بنا ناجائز کا بہی لوٹ نہ آنی دیا جو یزید کے تمنا تہی اور مثال اسکی یہ ہے کہ ایک بادشاہ جبار کسی دیندار سے کہے کہ تم جام شراب مجہے او ٹہادو اور وہ تقیہ یا توریہ سے یہ کہے کہ مجہے آپکی حکم سے انحراف نہین اس سے ذلیل تر خدمت مجہسے لیلیجیے کہ مین آپکا جوتا او ٹہادون لیکن یہ تو میرے آئین مذہب کے خلاف ہے مجہے اس سے معاف رکہے پس حضرت کا تزلزل پابندی آئین سے کسیطرح موہوم بہی نہین ۱۲ منہ

؀ یعنی برادران ایمانی فرط دینداری سے اس ظلم عظیم کو گوارا نہین کرتے اور بعضے حدیثون مین بہی نفی اسکے وارد ہے اور تحقیق یہ ہے کہ ضرور ایسا ہی ہوا اور بڑے عزت اس سے ملی کہ یہ سب کچہ راہ خدا مین ہوا اور جتنے کمی ہوتی اوتنا ہی ناموسی رتبہ گہٹتا تا اگرچہ عرفی رتبہ بڑہتا تو وہ عرفی رتبہ خدا یزید او یزیدیون ہی کو دی اور یہین ناموسی رتبہ سے دنیا و آخرت مین مخصوص کرے

اور مختلف حدیثون مین جمع بہی ممکن ہی کہ اخلاقی عزت بزرگانکو اپنی نہین پامال ہو جاتی دیا ہو اور ناموسی عزت دینی کو فی الجملہ پامالی کے بعد نقش مبارک
سے معجزہ ظاہر کرا دیا ہو واللہ اعلم ۳۱ اس اخیر وقت مین حضرت کے آنکہین تو خیمہ اہل بیت سے لگین ہوئین تہین فرط غیرت عقلی سی اور دل سے خدا کی لو
لگی ہوئی تہی اور زبان دعا مین بخشش امت الٰہی و ذکر خدا مین معروف تہی ۱۲ ۳۲ عورتون کے اسیری و بے پردگی کا ذکر پر اہل خلاف عرفی طعن کرتے
ہین کہ اس بے عزتی کو جیسے ہم اپنی عورتون پر گوارا نہین رکہتے حرم محترم نبوی پر کیون گوارا رکہتے ہین اور یہ اونکے بد اخلاقی سے ناشی ہی کہ وہ نہین
جانتے کہ یہ ذلت جب ہوتی کہ جب چوری یا ڈاکہ یا برائی سے ناشی ہوتی اور جب یہ آئین حق کے برتاؤ پہ ہوا اور خدا کے راہ مین تو اس سے بڑہ کی کوئی عزت
نہین ۱۲ ۳۳ یہ اوسے درستی اخلاق کے دعا ہی کہ جسکا اتنا جہگڑا ہوا اور یہ بیان ہو چکا اور یہی مال سب چیزون کا کامل الاخلاق لوگون کے ہوتا ہی
اور اسمین اشارہ ہی ایک باریک نکتہ کا وہ یہ ہی کہ جو کمالات سوائے معصومین سے حضرت معصوم کے واقف ہو وہ بخوبی جانتا ہی کہ اونکے نہ حیوانی
محبت کسیکے ہوتی ہی اور نہ وہ کسی سے اپنی حیوانی محبت پسند رکہتی ہین اور مراد انسانی محبت سے وہ محبت ہی جو عقل کے اصول پر ہو اور
حیوانی محبت سے وہ محبت مراد ہی کہ جو ہوا و غضب وغیرہ سے ناشی ہو پس یہ عنوان عرفی محبت کا کہ جیسے چاہت اور ممتا کہتے ہین بسکہ اکثر
خالی اصول ہوا و غضب سے نہین ہوتی یہ بہی غالبا مطلوب نہین اور نہ وہ محتاج ایسے محبت کے ہین کہ کمالات ظاہری و باطنی اون پر ختم تہی اور
اس وجہ سے وہ ہر قسم کے فیض جناب باری کے سزاوار تہی اور نہ ایسا چہچہورا مزاج رکہتے تہی کہ اتیری پن سے اس دنیوی سبب پر اترا جاتین
کہ انکی اتنی چاہنے والے اور انکے مصیبت پر رونے والی ہین اور انکے اتنی نام لیوا ہین کہ یہ ڈہچراو نہین بد چلن لوگونکا ہی کہ جنہین شیخی اور خود بینیکا
کام ہے ہو پس حضرات اس سے بری ہین کہ ایسے خام خیال کرین بلکہ وہ ہر ایک سے اپنی عقلی محبت چاہتی ہین یعنے عقلی قدردانی کہ جو بنا ود
کمال کے شناخت سے اور اوسکے قدردانی سی ناشی ہوتی ہی تاکہ اوسکا نفع خود خلق اللہ کے طرف عائد ہو دین و دنیا مین اور ذریعہ ہو اونکے
فرمان برداری کا جسکا نفع منحصر فرمان بردار و نہین ہی جیسا کہ مقتضا مضمون حق مشحون کا اس آیہ وافی ہدایہ کے ہی ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحببکم اللہ یعنے اگر تم خدا کے چاہت چاہتے ہو تو میرے پیروی کرو کہ چاہنے لگے تمہین خود خدا پس نہ اونکی محبت کو ذریعہ اونکے نافرمانی کا
گردانا چاہی کہ اونکے محبت کے پردہ مین خلاف شرع حرکتین کرنے لگے اور نہین یا اونکے روضہ پاک کو یا اونکے تعزیہ پاک وغیرہ کو سجدہ
کرنے لگے یا خلاف عقل عقلی حرکتون کو اونکے خوشی کے خیال سے کر بیٹہے اور نہ عبث کامون مین اونکے خوشی کا امیدوار رہی پس جیسا کہ
کہ حکیم عادل کا کسیکو متعبد کرنا اصول بے عقلی سے مثل محال یا زنا بالواطہ وغیرہ کے بقاعدہ حسن و قبح عقلی اور بنص ان اللہ یامر بالعدل
والاحسان وایتاء ذی القربی وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون ضرور خدا حکم دیتا ہی عدالت اور احسان اور کنبہ پرورہا
کا اور منع کرتا ہی بدکاری اور برائی اور سرکشی سے نصیحت کرتا ہی تمہین شائد کہ تم نصیحت پاؤ پس ایسا ہی حال خاصان خدا کا بہی ہی
کہ بیہودہ باتون سے وہ کبہی خوش نہین ہو سکتی اور یہ جہل مرکب نہین ناشی ہوتا مگر اونکے قدر کمال نہ کرنے سے یا اوسے نہ پہنچانے
اور قیاس کرنے سے خوش اخلاقونکے عادتون کو بد اخلاقون پر جسطرح چیونٹی جانتی تہی کہ میرے دو نوچ ہین میرا ایسا کمال ہین
اور جس مین یہ نہون تو اوسمین بڑا نقص ہی پس خدا کے بہی ضرور یہ دو نو ہونگے اور یہ وہ نہین جانتے کہ برہان عقلی علم کلام مین قائم
ہو چکے خدا کے پاک ہونے پر جسم و لوازم جسم سے پس یہی حال اون نادانونکا ہی کہ جو نادانی کے اصول سے راضی کرنا چاہتے ہین اون خاص
بندون کا کہ جنپر عقل و دانائی ختم ہوئی تہی اور حکمت و دانش جنکی گہٹی مین پڑی تہی پس آلات لہو لعب کا استعمال کرنا یا اونکے مرثیہ وغیرہ

ہوائی غنا کو دخل دنیا یا اسراف نا جائز کا مرتکب ہونا یا ضرر نفس وغیرہ پر آمادہ ہو جانا غیر مقام جہاد شرعی مین یا نقل اموات کرنا اس طرح سے
لاشین خراب ہو جائین اور یہ اونکا انجام بد دیکھکے ظاہر بینونکو شک پڑے وعدون مین روح و ریحان وجنت نعیم وغیرہ کا اور جس راز موت کی
مصلحتون سے شرع حکیم نے سربستہ رکہا ہی اوسکو لشت از بام افتادہ کر دینا اور نہ ڈرنا اس بات سے کہ یہ باعث فساد ہوا اور تغیر آب و ہوا کا ر
مقدسہ کے ہو اور اونکے زائرون اور مجاورون کو ضرر نفوس کے نوبت پہونچی حالانکہ سب ناموسی قاعدون سے موت کے اور بہت
حدیثون اور دعاؤن کے مضمونون سے یہی عنوان دفن مستفاد ہوتا ہی کہ جو جہان انتقال کرے فوراً وہین دفن ہو اور جو اور کوئی وضع
دفن ملحوظ ہوتا تو اوس کے مناسب حال بہی حالات تلقین وسوال نکیرین و نماز ہدیہ میت وغیرہ کے بیان فرمائے جاتی باوجود اون
کہ جو منع مین وارد ہین یہانتک حضرت امیر کے حال مین وارد ہی کہ کچہ لوگون نے نقل اموات کیا تہا فانہکہم عقوبۃً تو حضرت نے او
مار مار کے ادہ موا کر دیا اور نہ کسی امام نے وصیت کی اپنی نقل کے جناب رسالتمآب کے روضہ کے طرف اور نہ ایکنے دوسرے کیط
اور نہ کسی اصحاب سے کبہی ایسا کچہ ظاہر ہوا حالانکہ شریعت منسوخہ کا یہ دستور اوس زمانہ مین بہی مشہور تہا پس اگر اوسکا باقی رکہ
منظور ہوتا تو ضرور اوس کے مناسب بہی کچہ قاعدہ بحکم خدا مقرر ہوتے اور روایت مرتضوی کی اگرچہ دلالت تحریم پر صریح ہی لیکن
سند مین کلام کیا گیا ہی کہ جسکا انجبار بہت سے عقلی اور ناموسی قاعدون سے ممکن محل تامل صریح ہی بلکہ فی الجملہ قطعی حرام ہی اور اجراء
قوانین شرع مین شرم کرنا روح جناب سیدہ وغیرہ سے اون کے حیوانی محبت کیوجہ سے بے محل ہی بلکہ موافق شرع حکم دیدینا او
رضا کے لحاظ سے اور اون کے رضا کو منحصر اوسیمین جاننا اور اون کے شان کو ارفع جاننا اس سے کہ وہ نادانی کی باتون سے
خوش ہون مین عقیدہ ہی پس پیش پیش صاحب اسرار وغیرہ کا حکم دینی مین تحریم غنائی المراثی وغیرہ کے اعجب اغرب ہی

حررہ بیناہ علی محمد بن سلطان العلماء

تاریخ ۸ ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۰۴ھ مقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیرگنج
مطبع اثنا عشری مین چہپا